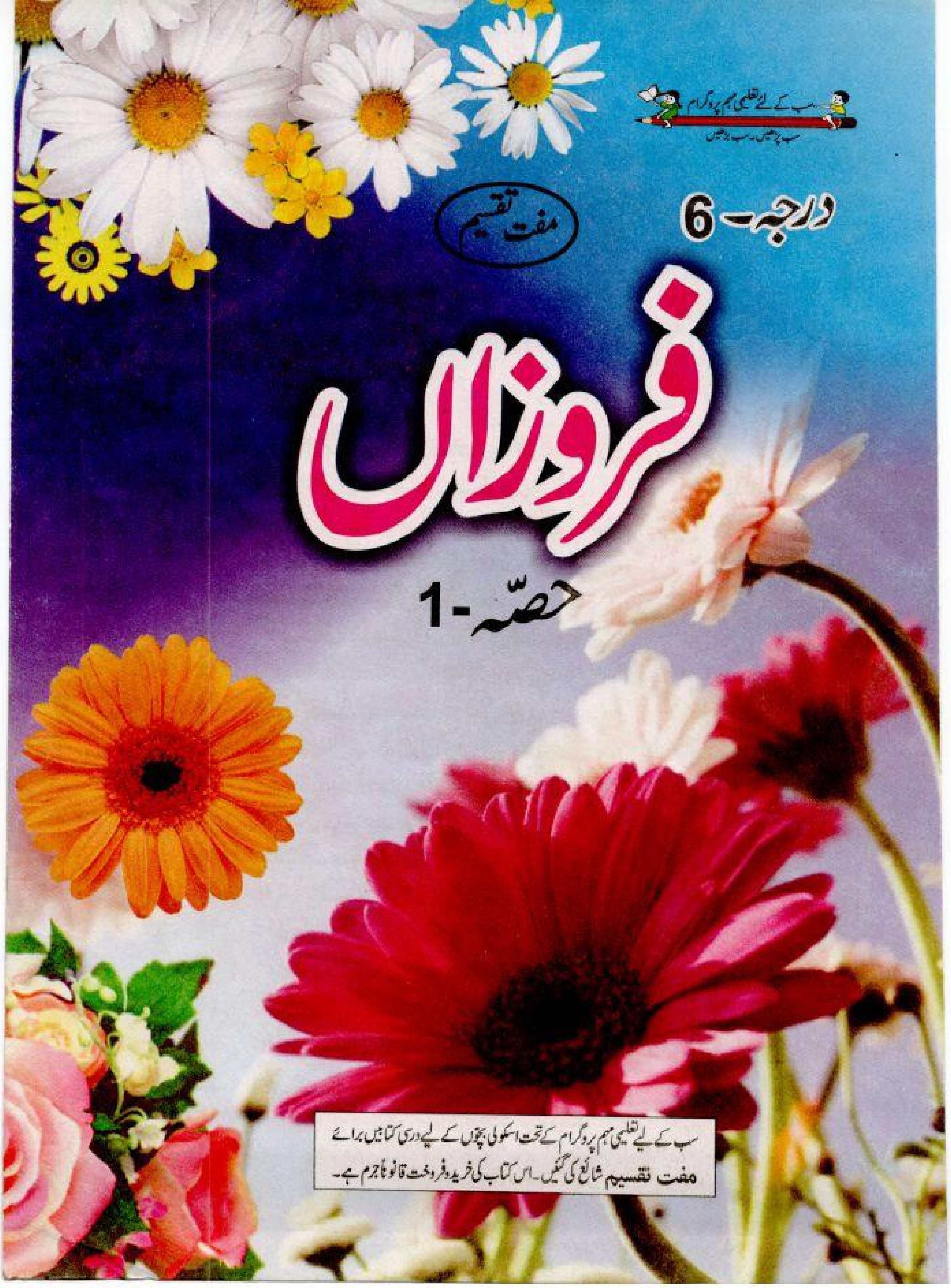
سب کے لیے تعلیمی مہم پروگرام
سب پڑھیں، سب بڑھیں
درجہ - 6
مفت تقسیم
فروزاں
حصّہ -1
سب کے لیے تعلیمی مہم پروگرام کے تحت اسکولی بچوں کے لیے درسی کتابیں برائے
مفت تقسیم شائع کی گئیں۔ اس کتاب کی خرید و فروخت قانوناً جرم ہے۔

بہار معیاری تعلیمی مہم (بہار ایجوکیشن پروجیکٹ کونسل) کی
جانب سے چلائی جارہی بیداری مہم
''سمجھیں ــ سیکھیں''
معیاری تعلیمی مہم کے بیس رہنما اصول

1. اسکولوں کا وقت سے کھلنا اور بند ہونا۔
2. وقت پر تعلیمی سیشن کا انعقاد۔
3. ہر ایک بچّہ اور استاد کی اسکول کے وقت میں، اسکول میں موجودگی۔
4. ہر ایک بچّہ اور ہر ایک استاد سیکھنے۔سکھانے کے عمل میں غرق ہو۔
5. اساتذہ کو بچّوں کے تعلیمی معیار کی واقفیت اور اس کے تئیں مستعدی۔
6. مسلسل اور گہرائی کے ساتھ صلاحیتوں کی جانچ۔
7. درجہ۔1 کے لئے خاص طور پر کل وقتی اساتذہ۔
8. اسکول کے سبھی درجات میں بلیک بورڈ کا مکمل طور سے استعمال۔
9. سبھی درجات میں روزانہ کے تعلیمی ٹائم ٹیبل کی دستیابی اور اس کا استعمال۔
10. آخری گھنٹی میں کھیل کود، آرٹ اور ثقافتی سرگرمیاں۔
11. اسکول میں دستیاب کرائی گئیں کہانی کی کتابیں اور کھیل کود کے سامانوں کا استعمال۔
12. Menu کے مطابق دوپہر کے کھانے (Mid-day meal) کی پابندی کے ساتھ روزانہ تقسیم۔
13. فعال بچّوں کا پارلیامنٹ اور مینا منچ۔
14. صاف ستھرے بچّے اور صاف ستھرا اسکول۔
15. دستیاب پینے کے پانی کا انتظام اور بیت الخلاء کا استعمال۔
16. اسکول کے احاطے میں باغبانی۔
17. اسکولوں میں دستیاب کرائے گئے گرانٹ کا استعمال۔
18. سبھی بچّوں کے پاس اپنے اپنے درجہ کی درسی کتابوں کی دستیابی۔
19. اسکول کی انتظامیہ کمیٹی کی پابندی سے ہونے والی میٹنگ میں تعلیم کے معیار (Quality) پر چرچا۔
20. اسکول میں ہر ایک درجہ کے اساتذہ اور گارجین کے ساتھ تبادلۂ خیال۔

{ اردو زبان کی درسی کتاب }

فروزاں

حصہ۔1

برائے درجہ۔6

تعلیمی سال 2015-16

نام : ....

درجہ : ....

گروپ : ....

اسکول : ....

بلاک : ....

(تیار کردہ: اسٹیٹ کاؤنسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ [SCERT] بہار، پٹنہ)

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ، پٹنہ

ڈائرکٹر (پرائمری ایجوکیشن)، محکمۂ تعلیم، حکومت بہار سے منظور

اسٹیٹ کاؤنسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، بہار (SCERT)، پٹنہ کے تعاون سے برائے صوبہ بہار

سب کے لئے تعلیمی مہم پروگرام کے تحت
درسی کتابیں برائے
مفت تقسیم
شائع کی گئیں۔ کتاب کی خرید وفروخت قانوناً جرم ہے۔

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ، پٹنہ

S.S.A. - 2015-16 1,92,877

:-شائع کردہ:-

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ، پٹنہ

پاٹھیہ پستک بھون، بدھ مارگ، پٹنہ۔800001

مطبوعہ: سری سائیں آفسٹ، پٹنہ-6 (ٹکسٹ کے لئے HPC کا 70GSM سفید Cream wove واٹر مارک اور سرورق کے لئے HPC کا 130 GSM وہائٹ واٹر مارک کاغذ استعمال میں لایا گیا۔) Size: 24x18cm

پیش لفظ

محکمہ تعلیم، حکومت بہار کے فیصلے کے مطابق، اپریل 2009ء سے پہلے مرحلہ میں ریاست کے درجہ IX کے طلباء وطالبات کے لئے نئے نصاب کو نافذ کیا گیا۔ اسی کے تحت تعلیمی سال 11-2010 کے لئے درجہ I، III، VI اور X کی تمام لسانی اور غیر لسانی درسی کتابوں کا نصاب نافذ کیا گیا۔

اس نئے نصاب کے تحت قومی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (NCERT)، نئی دہلی کے ذریعہ تیار کردہ درجہ X کے حساب (ریاضی) اور سائنس نیز صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (SCERT)، بہار، پٹنہ کے ذریعہ تیار کردہ درجہ I، III، VI اور X کی تمام درسی کتابیں بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ کی جانب سے سرورق کی ڈیزائننگ کرکے شائع کی گئیں۔ اس سلسلے کی کڑی کو آگے بڑھاتے ہوئے تعلیمی سال 2011-2012 کے لئے درجہ II، IV اور VII کی نئی درسی کتابیں صوبے کے طلباء وطالبات کے لئے فراہم کی گئیں اور تعلیمی سال 13-2012 کے لئے درجہ V اور VIII کی نئی کتابیں دستیاب کرائی گئیں۔ ساتھ ہی ساتھ درجہ II، IV اور VII کی کتابوں کا نیا ترمیم واضافہ شدہ ایڈیشن بھی اسی سال ایس سی ای آر ٹی، بہار، پٹنہ کے تعاون سے شائع کیا گیا!

ریاست بہار میں معیاری اسکولی تعلیم کے لئے معزز وزیر اعلیٰ، بہار جناب جیتن رام مانجھی، وزیر تعلیم، جناب برشن پٹیل اور محکمہ تعلیم کے پرنسپل سکریٹری، جناب آر۔ کے۔ مہاجن کی رہنمائی کے تئیں ہم تہہ دل سے شکرگزار ہیں۔

این سی ای آر ٹی، نئی دہلی اور ایس سی ای آر ٹی، بہار، پٹنہ کے ڈائرکٹر صاحبان کے بھی ممنون ہیں، جن کا بیش قیمت تعاون ہمیں ملا۔

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ طلباء، سرپرستوں، معلموں نیز ماہرین تعلیم کے تبصروں اور مشوروں کا ہمیشہ خیر مقدم کرے گا، تاکہ ریاست کو ملک کے تعلیمی شعبہ میں بلند مقام حاصل ہو سکے۔

دلیپ کمار .I.T.S

مینجنگ ڈائرکٹر

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ

چند باتیں برائے درسی کتاب درجہ ششم [6]

درسی کتابوں پر وقفے وقفے سے نظرثانی، حذف واضافہ، ترمیم وتبدیلی اور نئی کتابوں کی تیاری ایک ضروری اور مفید عمل ہے۔ اسی عمل سے گزرنے کے بعد چھٹی جماعت کے لئے تیار کی گئی اردو کی نئی درسی کتاب فروزاں حصہ اوّل [1] آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں بہار کے تجربہ کار اُردو اساتذہ کے مشوروں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ کئی ورکشاپ منعقد کئے گئے ہیں۔ ہر پہلو سے بحث اور تبادلۂ خیال کے بعد مسودے کو آخری شکل دی گئی ہے۔

کتاب کی تیاری میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ چھٹی جماعت کے طلبہ کے ذہنی معیار کے پیش نظر ہی اسباق شامل کئے جائیں اور طلبہ اور طالبات کے لئے زبان اور موضوع دونوں اعتبار سے کارآمد متن تلاش کیا جائے۔ متن کے انتخاب میں نہ صرف بچوں کی عمر، ان کی ضرورت، ذوق، دلچسپی اور نفسیات کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے بلکہ اس بات کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے کہ بچوں کو گرد و پیش سے اس طرح باخبر رکھا جائے، جو، ان کے ذوق جستجو کو مہمیز کر سکے اور وہ زندگی کے گوناگوں مرحلوں سے بھی واقف ہو سکیں۔ زیادہ سے زیادہ نئی چیزیں شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ طلبہ، طالبات اور اساتذہ کو درس وتدریس کے دوران ذہنی اور تازگی کا احساس ہو اور طلبہ کے ذہن میں اردو زبان دانی کا ذوق وشوق پیدا ہو۔

کتاب کی تیاری میں اس بات کی خصوصی کوشش کی گئی ہے کہ مواد اور موضوعات کے اعتبار سے تنوع اور رنگارنگی کا احساس ہو۔ مواد کے انتخاب میں قدیم وجدید یا بزرگ وجوان مصنفین کی تفریق نہیں کی گئی ہے بلکہ بچوں کی زبان دانی اور ذوق وشوق کو فوقیت دی گئی ہے۔ سبق کے آخر میں اچھی خاصی مشقیں فراہم کی گئی ہیں جو زبان دانی تحریر، مواد، سبق کو سمجھنے اور یاد رکھنے میں نہ صرف معاون ومددگار ثابت ہوں گی، بلکہ طلبہ وطالبات میں غور وفکر، انفرادی مطالعے کی عادت اور معلومات میں مزید اضافے کی بھی محرک ثابت ہوں گی۔

اس کتاب کی ترتیب کے نتیجے میں اب اساتذہ کی ذمہ داریاں بھی بڑھ گئی ہیں کہ وہ مشقوں کو حل کرانے میں طالب علموں کی مدد کریں۔ ساتھ ساتھ سبق پڑھاتے ہوئے تلفظ، ہجّے اور نئے الفاظ پر ضرور توجہ دیں۔ غزلوں اور

نظموں کو پڑھاتے ہوئے حتی الامکان ان کی تشریح خود طلبہ سے کرائیں۔تشریح کے لئے درج ذیل صورتیں اختیار کی جا سکتی ہیں۔

(1) مشکل الفاظ کے آسان مترادفات بتانا۔(2) مرکب اور مخلوط الفاظ کو الگ کر کے سمجھنا۔(3) الفاظ کی ضد بتانا۔(4) مشکل الفاظ اور فقرے استعمال کر کے ایسے جملے بنوانا جن سے مفہوم واضح ہو جائے۔

اساتذہ خود بلند خوانی کا نمونہ دیں اور طلبہ کو صحیح تلفظ، لب ولہجہ، اتار چڑھاؤ اور مناسب اوقاف کی طرف متوجہ کریں۔اس سے مطالب کو سمجھنے نیز عبارت یا شعر سے اثر لینے اور لطف اندوز ہونے میں مدد ملے گی۔

کتاب کو ظاہری و باطنی لحاظ سے سنوارنے، مندرجات کو باریک بینی سے دیکھنے، اسباق اور مشقوں کو موثر بنانے کے مرحلوں میں جن حضرات نے محنت اور لگن سے کام کیا ہے ہم ان اساتذہ کے شکرگزار ہیں۔

اس کتاب کو خوب سے خوب تر انداز میں پیش کرنے اور زیادہ سے زیادہ مفید بنانے میں ہم نے کسی بھی امکانی کوشش سے دریغ نہیں کیا ہے۔ ہمارے طویل مدتی مقاصد کو اگر ہمارے ذہین اساتذہ اور طلبہ اور طالبات نے سمجھ لیا تو اس کو ہم اپنی کامیابی تصور کریں گے۔صحت مند مشوروں کا ہمیں انتظار رہے گا۔

حسن وارث

ڈائرکٹر

اسٹیٹ کاؤنسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، بہار

رہنما کمیٹی برائے فروغ درسی کتب

☆ جناب راہل سنگھ
اسٹیٹ پروجیکٹ ڈائریکٹر بہار ایجوکیشن پروجیکٹ کونسل، پٹنہ

☆ جناب امت کمار
اسسٹنٹ ڈائرکٹر، پرائمری ایجوکیشن، محکمہ تعلیم، حکومت بہار

☆ جناب رام شرنا گت سنگھ، جوائنٹ ڈائرکٹر
محکمہ تعلیم، حکومت بہار، پٹنہ

☆ ڈاکٹر گیان دیومنی ترپاٹھی
پرنسپل میتری کالج آف ایجوکیشن اینڈ مینجمنٹ، حاجی پور

☆ جناب حسن وارث
ڈائرکٹر ایس سی ای آر ٹی، پٹنہ

☆ جناب مدھوسودن پاسوان
پروگرام آفیسر، بہار ایجوکیشن پروجیکٹ کونسل، پٹنہ

☆ ڈاکٹر سید عبدالمعین
صدر، ٹیچرس ایجوکیشن، ایس سی ای آر ٹی، پٹنہ

☆ ڈاکٹر شویتا شانڈلیہ
ایجوکیشن اکسپرٹ، یونیسیف، پٹنہ

مرتبین:

☆ ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی — لکچرر، شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ
☆ ڈاکٹر نسیم احمد نسیم — لکچرر، جی ایم کالج، بتیا
☆ جناب بلند اختر — استاد، اردو مڈل اسکول، آدم خانی محلہ، سہسرام
☆ جناب حشمت ممتاز — استاد، مڈل اسکول، بہادر گنج، کشن گنج
☆ جناب جنید — استاد، اردو پرائمری اسکول، ٹولہ پرویز خاں، نگرہ، سارن
☆ جناب رفیع الحق ضیاء — استاد، گرلس اردو پرائمری اسکول، دولت پور، آرہ، بھوجپور

پروگرام کنوینر:

☆ جناب امتیاز عالم — لکچرر، اسٹیٹ کاؤنسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، بہار، پٹنہ

نظر ثانی:

☆ پروفیسر علیم اللہ حالی، سابق صدر شعبۂ اردو، مگدھ یونیورسٹی، بودھ گیا، گیا
☆ پروفیسر احمد رضی قیصر، سابق صدر شعبۂ اردو، بی سی کالج حاجی پور، ویشالی

فہرست

ن ش	عنوانات	اصناف	شعراء، ادباء	صفحہ
1	حمد	نظم	الطاف حسین حالی	1
2	دو بیل	کہانی	منشی پریم چند	4
3	جگنو	نظم	علامہ اقبال	13
4	حضرت عمر بن عبد العزیز	مضمون	ماخوذ	17
5	احسان کا بدلہ احسان	کہانی	ڈاکٹر ذاکر حسین	22
6	وطن کا راگ	نظم	افسر میرٹھی	28
7	گنگا ندی	مضمون	ماخوذ	32
8	کابلی والا	کہانی	رابندر ناتھ ٹیگور	37
9	گاندھی جی	مضمون	ماخوذ	44
10	کمپیوٹر	مضمون	ماخوذ	50
11	کہنا بڑوں کا مانو	نظم	الطاف حسین حالی	56
12	نینی تال	مضمون	ماخوذ	61
13	کنجوس کی کہانی	راجستھانی کہانی	ماخوذ	67

14	غزل	غزل	مرزا غالب	73
15	دہلی کی جامع مسجد	مضمون	ماخوذ	76
16	غریب بچہ اور جادوگر	تبت کی کہانی	ماخوذ	81
17	برسات	نظم	اسمٰعیل میرٹھی	85
18	شکر کا چکر	انشائیہ	ماخوذ	88
19	غزل	غزل	شاد عظیم آبادی	95
20	شہید پیر علی	سوانح	ماخوذ	99
21	غزل	غزل	کلیم عاجز	104
22	بہادر شاہ کا ہاتھی	مضمون	میر قربان علی دہلوی	107

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

سبق..1

حمد

اے ساری دنیا کے مالک   راجا اور پرجا کے مالک
سب سے انوکھے، سب سے نرالے   آنکھ سے اوجھل، دل کے اُجالے
ناؤ جگت کی کھینے والے   دکھ میں سہارا دینے والے
جوت ہے تیری جل اور تھل میں   باس ہے تیری پھول اور پھل میں
ہر دل میں ہے تیرا بسیرا   تو پاس اور گھر دور ہے تیرا
تو ہے اکیلوں کا رکھوالا   تو ہے اندھیرے گھر کا اُجالا
بے آسوں کی آس تو ہی ہے   جاگتے سوتے پاس تو ہی ہے
سوچ میں دل بہلانے والا   بپتا میں یاد آنے والا
ہلتے ہیں پتّے تیرے ہلائے   کھلتی ہیں کلیاں تیرے کھلائے

تو ہی ڈبوئے، تو ہی ترائے
تو ہی بیڑا پار لگائے

☆ الطاف حسین حالی

مشق

معنی یاد کیجیے:

پرجا - عوام، رعایا

جگت - دنیا

جوت - روشنی

باس - مہک

آس - اُمید

بپتا - مصیبت

سوچیے اور بتایئے:

1۔ ساری دنیا کا مالک کون ہے؟

2۔ ''تو ہی ڈبوئے تو ہی ترائے'' کا مطلب کیا ہے؟

3۔ اس نظم میں شاعر نے اللہ تعالیٰ کی کن کن خوبیوں کا ذکر کیا ہے؟

خالی جگہوں کو دیئے ہوئے الفاظ سے بھریے:

1۔ ہر دل میں اللہ کا................ہے۔ (بسیرا، سویرا)

2۔ اللہ ہی ہر اندھیرے گھر کا.........ہے۔ (نرالا، اجالا)

3۔ اللہ کی ہی خوشبو پھول اور.........میں ہے۔ (جل، پھل)

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

مالک، سہارا، آنکھ، دُکھ، گھر، کلیاں

ان الفاظ کی ضِد لکھیے :

پھول، اندھیرا، دُکھ، مالک، جاگنا، ڈبونا

مصرعوں کو مکمل کیجیے :

1۔ ناؤ جگت کی................ والے

2۔ جاگتے سوتے............ تو ہی ہے

3۔ تو پاس اور گھر.......... ہے تیرا

4۔ تو ہی................... پار لگائے

جواب لکھیے :

1۔ مصیبت میں کون یاد آتا ہے؟

2۔ جاگتے سوتے ہمارے پاس کون ہوتا ہے؟

3۔ اِس شعر کا مطلب بتایئے:

ہلتے ہیں پتّے تیرے ہلائے
کھلتی ہیں کلیاں تیرے کھلائے

غور کیجیے:

یہ نظم ''حمد'' ہے۔ حمد میں خدا کی تعریف وتوصیف بیان کی جاتی ہے۔ یہ حمد اردو کے ایک بڑے شاعر الطاف حسین حالؔی کی ہے۔ اِس میں انہوں نے خدا کی بہت ساری خوبیوں اور نعمتوں کا ذکر کیا ہے۔ ہر شخص کو اللہ کی نعمتوں اور خوبیوں کا ذکر کرنا چاہئے۔

عملی سرگرمی:

☆ اس حمد کو یاد کیجئے اور دوستوں کو ترنم سے سنایئے!

☆ آپ نے اور کون کون سی حمد پڑھی ہے، اُسے لکھ کر درجہ میں بلیک بورڈ پر آویزاں کیجیے۔

سبق..2

دو بیل

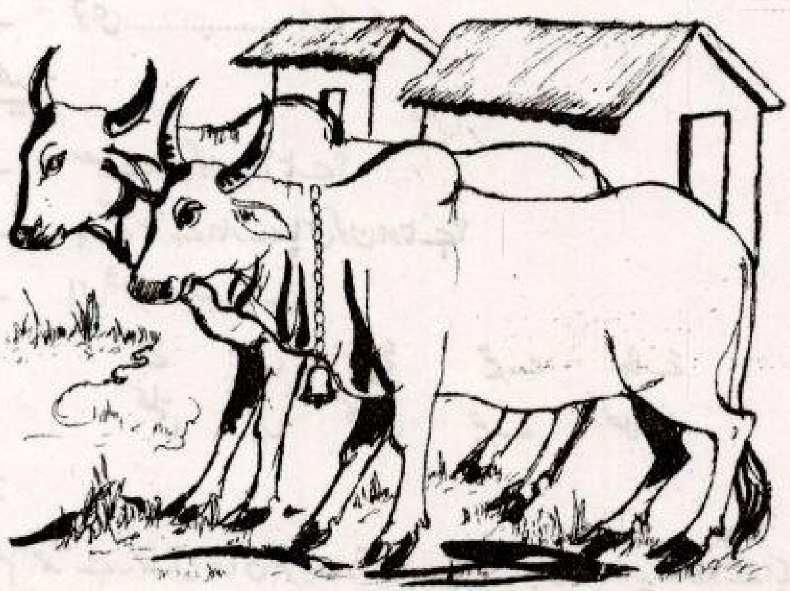

جھوری کے پاس دو بَیل تھے۔ ایک کا نام تھا ہیرا اور دوسرے کا موتی۔ دونوں دیکھنے میں خوب صورت، کام میں چوکس، ڈیل ڈول میں اونچے۔ بہت دِنوں سے ایک ساتھ رہتے رہتے، دونوں میں محبت

ہوگئی تھی۔ جس وقت یہ دونوں بیل ہل یا گاڑی میں جوتے جاتے ،اور گردنیں ہلا ہلا کر چلتے ،تو ہر ایک کی یہی کوشش ہوتی کہ زیادہ بوجھ میری ہی گردن پر رہے۔ایک ساتھ ناند میں منھ ڈالتے۔ایک منہ ہٹالیتا تو دوسرا بھی ہٹالیتااور ایک ساتھ ہی بیٹھتے۔

ایک مرتبہ جھوری نے دونوں بیل چند دنوں کے لئے اپنی سسرال بھیجے۔ بیلوں کو کیا معلوم وہ کیوں بھیجے جارہے ہیں۔ سمجھے مالک نے ہمیں بیچ دیا ہے۔ اگر ان بے زبانوں کی زبان ہوتی، تو جھوری سے پوچھتے:''تم نے ہم بے زبانوں کو کیوں نکال دیا؟ ہم نے کبھی دانے چارے کی شکایت نہیں کی۔تم نے جو کچھ کھلایا، سر جھکا کر کھالیا؛ پھر تم نے ہمیں کیوں بیچ دیا۔''

شام کے وقت دونوں بیل نئے گاؤں جا پہنچے۔ دِن بھر کے بھوکے تھے،دونوں کا دل بھاری ہورہا تھا۔ جسے اُنھوں نے اپنا گھر سمجھا تھا، وہ اُن سے چھوٹ گیا تھا۔ جب گاؤں میں سونا پڑ گیا، تو دونوں نے زور مار کر رستے تڑالئے اور گھر کی طرف چلے۔ جھوری نے صبح اُٹھ کر دیکھا تو دونوں بیل چرنی پر کھڑے تھے۔ دونوں کے گھٹنوں تک پاؤں کیچڑ میں بھرے ہوئے تھے۔ دونوں کی آنکھوں میں محبت کی ناراضگی جھلک رہی تھی۔ جھوری اُن کو دیکھ کر محبت سے باؤلا ہوگیا،اور دوڑ کر اُن کے گلے سے لپٹ گیا۔گھر اور گاؤں کے لڑکے جمع ہوگئے تالیاں بجا بجا کر اُن کا خیر مقدم کرنے لگے۔کوئی اپنے گھر سے روٹیاں لایا،کوئی گُڑ اور کوئی بھوسی۔

جھوری کی بیوی نے بیلوں کو دروازے پر دیکھا تو جل اُٹھی ،بولی:'' کیسے نمک حرام بیل ہیں۔ایک دن بھی وہاں کام نہ کیا، بھاگ کھڑے ہوئے۔''

جھوری اپنے بیلوں پر یہ الزام برداشت نہ کرسکا ،بولا:''نمک حرام کیوں ہیں؟ چارہ نہ دیا ہوگا ،تو کیا کرتے۔''

عورت نے تنک کر کہا:''بس تمہیں بیلوں کو کھلانا جانتے ہو اور تو سبھی پانی پلا پلا کر رکھتے ہیں۔''

دوسرے دن جھوری کا سالا جس کا نام گیا تھا، جھوری کے گھر آیا اور بیلوں کو دوبارہ لے گیا۔اب

کے اُس نے گاڑی میں جوتا۔ شام کو گھر پہنچ کر گیا نے دونوں کو موٹی رسیوں سے باندھا اور پھر وہی خشک بھوسا ڈال دیا۔

ہیرا اور موتی اس برتاؤ کے عادی نہ تھے۔ جھوری انہیں پھول کی چھڑی سے بھی نہ مارتا تھا؛ یہاں مار پڑی ، اِس پر خشک بھوسا؛ ناند کی طرف آنکھ بھی نہ اٹھائی۔ دوسرے دن گیا نے بیلوں کو حل میں جوتا، مگر انہوں نے پاؤں نہ اٹھایا۔ ایک مرتبہ جب اُس ظالم نے ہیرا کی ناک پر ڈنڈا جمایا، تو موتی غصّے کے مارے آپے سے باہر ہو گیا ، ہل لے کے بھاگا۔ گلے میں بڑی بڑی رسیاں نہ ہوتیں تو وہ دونوں نکل گئے ہوتے۔ موتی تو بس اینٹھ کر رہ گیا۔ گیا آ پہنچا اور دونوں کو پکڑ کے لے چلا۔ آج دونوں کے سامنے پھر وہی خشک بھوسا لایا گیا۔ دونوں چپ چاپ کھڑے رہے۔ اُس وقت ایک چھوٹی سی لڑکی دو روٹیاں لئے نکلی اور دونوں کے منہ میں ایک ایک روٹی دے کر چلی گئی۔ یہ لڑکی گیا کی تھی۔ اُس کی ماں مر چکی تھی۔ سوتیلی ماں اُسے مارتی رہتی تھی۔ اُن بیلوں سے اُسے ہمدردی ہو گئی۔

دونوں دن بھر جوتے جاتے۔ اُلٹے ڈنڈے کھاتے ، شام کو تھان پر باندھ دیئے جاتے اور رات کو وہی لڑکی اُنہیں ایک ایک روٹی دے جاتی۔

ایک بار رات کو جب لڑکی روٹی دے کر چلی گئی، تو دونوں رسیاں چبانے لگے، لیکن موٹی رسی منہ میں نہ آتی تھی۔ بے چارے زور لگا کر رہ جاتے۔ اتنے میں گھر کا دروازہ کھلا اور وہی لڑکی نکلی۔ دونوں سر جھکا کر اس کا ہاتھ چاٹنے لگے۔ اُس نے اِن کی پیشانی سہلائی اور بولی: ''کھول دیتی ہوں ، بھاگ جاؤ، نہیں تو یہ لوگ تمہیں مار ڈالیں گے۔ آج گھر میں مشورہ ہو رہا ہے کہ تمہاری ناک میں ناتھ ڈال دی جائے۔'' اُس نے رسّے کھول دیئے اور پھر خود ہی چلّائی اوو دادا! اوو دادا! دونوں پھوپھا والے بیل بھاگے جا رہے ہیں۔ دوڑو ---دوڑو!''

گیا گھبرا کر باہر نکلا، اُس نے بیلوں کا پیچھا کیا۔ وہ اور تیز ہو گئے۔ گیا نے جب اُن کو ہاتھ سے نکلتے دیکھا تو گاؤں کے کچھ اور آدمیوں کو ساتھ لینے کے لئے لَوٹا۔ پھر کیا تھا، دونوں بیلوں کو بھاگنے کا موقع مل گیا۔

سیدھے دوڑے چلے گئے۔ راستے کا خیال بھی نہ رہا، بہت دور نکل گئے، تب دونوں ایک کھیت کے کنارے کھڑے ہوکر سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہئے؟ دونوں بھوک سے بے حال ہو رہے تھے۔ کھیت میں مٹر کھڑی تھی، چرنے لگے۔ جب پیٹ بھر گیا تو دونوں اُچھلنے کودنے لگے۔ دیکھتے کیا ہیں ایک موٹا تازہ سانڈ جھومتا چلا آرہا ہے۔ دونوں دوست جان ہتھیلیوں پر لے کر آگے بڑھے۔ جوں ہی ہیرا جھپٹا، موتی نے پیچھے سے ہلہ بول دیا۔ سانڈ اس کی طرف مڑا تو ہیرا نے ڈھکیلنا شروع کر دیا۔ سانڈ غصّے سے پیچھے مڑا تو ہیرا نے دوسرے پہلو میں سینگ رکھ دیئے۔ بے چارہ زخمی ہوکر بھاگا۔ دونوں نے دور تک تعاقب کیا۔ جب سانڈ بے دم ہوکر گر پڑا، تب

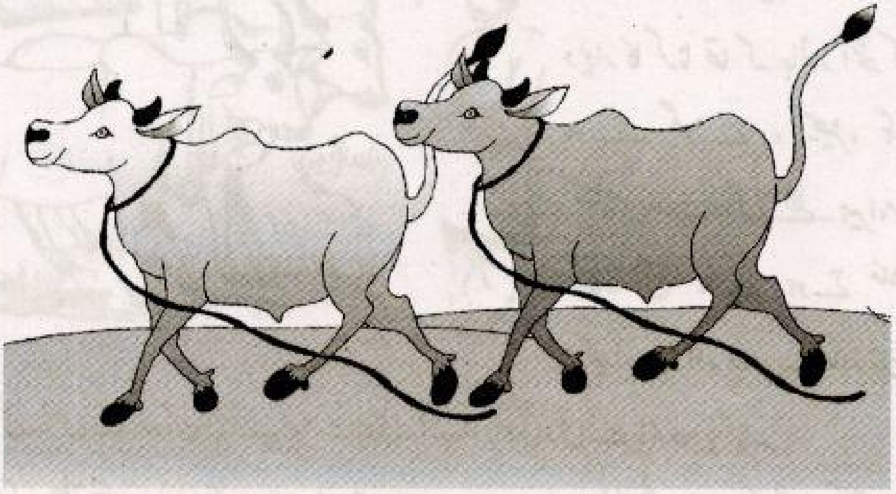

دونوں نے اس کا پیچھا چھوڑا۔

دونوں فتح کے نشے میں جھومتے چلے جا رہے تھے۔ پھر مٹر کے کھیت میں گھس گئے۔ ابھی دو چار منہ مارے تھے کہ دو آدمی لاٹھی لے کر آگئے اور دونوں بیلوں کو گھیر لیا۔ دوسرے دن دونوں دوست کانجی ہاؤس

میں بند تھے۔

اُن کی زندگی میں پہلا موقع تھا کہ کھانے کو تنکا بھی نہ ملا۔ وہاں کئی بھینسیں تھیں، کئی بکریاں، کئی گھوڑے، کئی گدھے، مگر چارہ کسی کے سامنے نہ تھا۔ سب زمین پر مُردے کی طرح پڑے تھے۔ رات کو جب کھانا نہ ملا تو ہیرا بولا: ''مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ جان نکل رہی ہے۔''

موتی نے کہا: ''اتنی جلدی ہمت نہ ہارو، بھائی یہاں سے بھاگنے کا کوئی طریقہ سوچو۔'' باڑے کی دیوار کچی تھی۔ ہیرا نے اپنے نکیلے سینگ دیوار میں گاڑ کر سوراخ کیا اور دوڑ دوڑ کر دیوار سے ٹکریں ماریں۔ ٹکروں کی آواز سن کر کانجی ہاؤس کا چوکیدار لالٹین لے کر نکلا۔ اُس نے جو یہ رنگ دیکھا تو دونوں کو کئی ڈنڈے رسید کیے اور موٹی رسّی سے باندھ دیا۔ ہیرا اور موتی نے پھر بھی ہمت نہ ہاری۔ پھر اُسی طرح دیوار میں سینگ لگا کر زور کرنے لگے۔ آخر دیوار کا کچھ حصہ گر گیا۔ دیوار کا گرنا تھا کہ جانور اُٹھ کھڑے ہوئے۔ گھوڑے، بھیڑ، بکریاں، بھینسیں سب بھاگ نکلے۔ ہیرا، موتی رہ گئے۔ صبح ہوتے ہوتے مُنشیوں، چوکیداروں اور دوسرے ملازمین میں

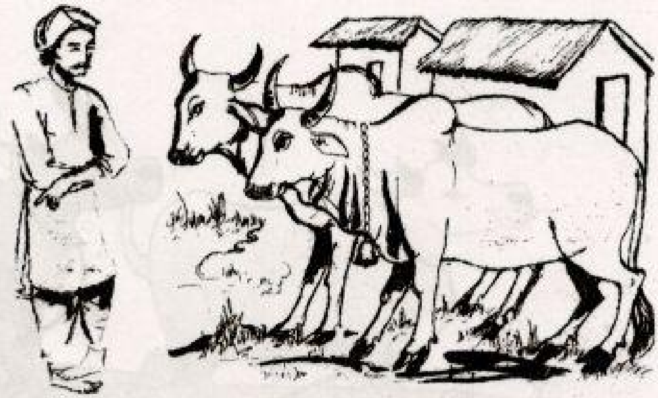

کھلبلی مچ گئی۔ اُس کے بعد اُن کی خوب مرمت ہوئی۔ اب اور موٹی رسّی سے باندھ دیا گیا۔

ایک ہفتے تک دونوں بیل وہاں بندھے پڑے رہے۔ خدا جانے کانجی ہاؤس کے آدمی کتنے بے درد تھے، کسی نے بے چاروں کو ایک تنکا بھی نہ دیا۔ ایک مرتبہ پانی دکھا دیتے تھے۔ یہی اُن کی خوراک تھی۔ دونوں کمزور ہو گئے، ہڈیاں نکل آئیں۔

ایک دن باڑے کے سامنے ڈگڈگی بجنے لگی اور دوپہر ہوتے ہوتے چالیس پچاس آدمی جمع ہو گئے۔

تب دونوں بیل نکالے گئے۔ لوگ آ آ کر اُن کی صورت دیکھتے اور چلے جاتے۔ ان کمزور بیلوں کو کون خریدتا! اِتنے میں ایک آدمی آیا، جس کی آنکھیں سُرخ تھیں، وہ منشی جی سے باتیں کرنے لگا۔ اس کی شکل دیکھ کر دونوں بیل کانپ اٹھے۔ نیلام ہو جانے کے بعد دونوں بیل اُس آدمی کے ساتھ چلے۔

اچانک انہیں ایسا معلوم ہوا کہ یہ رستہ دیکھا ہوا ہے۔ ہاں! ادھر ہی سے تو گیا اُن کو اپنے گاؤں لے گیا تھا، وہی کھیت، وہی باغ، وہی گاؤں—— اب اُن کی رفتار تیز ہونے لگی۔ ساری تکان، ساری کمزوری، ساری مایوسی رفع ہوگئی۔ ارے! یہ تو اپنا کھیت آ گیا۔ یہ اپنا کنواں ہے، جہاں ہر روز پانی پیا کرتے تھے۔

دونوں مست ہو کر کلیلیں کرتے ہوئے گھر کی طرف دوڑے اور اپنے تھان پر جا کر کھڑے ہو گئے۔ وہ آدمی بھی پیچھے پیچھے دوڑا آیا۔ جھوری دروازے پر بیٹھا کھانا کھا رہا تھا، بیلوں کو دیکھتے ہی دوڑا اور انہیں پیار کرنے لگا۔ بیلوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

اُس آدمی نے آ کر بیلوں کی رسّیاں پکڑ لیں۔ جھوری نے کہا: "یہ بیل میرے ہیں۔"

"تمہارے کیسے ہیں۔ میں نے نیلام میں لئے ہیں۔"—— وہ آدمی زبردستی بیلوں کو لے جانے کے لئے آگے بڑھا۔ اُسی وقت موتی نے سینگ چلایا، وہ آدمی پیچھے ہٹا۔ موتی نے تعاقب کیا اور اُسے کھدیڑتا ہوا گاؤں کے باہر تک لے گیا۔ گاؤں والے یہ تماشا دیکھتے تھے اور ہنستے تھے۔ جب وہ آدمی ہار کر چلا گیا تو موتی اکڑتا ہوا لوٹ آیا۔

ذرا سی دیر میں ناند میں کھلی، بھوسا، چوکر، دانا سب بھر دیا گیا۔ دونوں بیل کھانے لگے۔ جھوری کھڑا اُن کی طرف دیکھتا رہا اور خوش ہوتا رہا —— بیسیوں لڑکے تماشا دیکھ رہے تھے۔ سارا گاؤں مسکراتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اُسی وقت مالکن نے آ کر دونوں بیلوں کے ماتھے چوم لیے۔

☆منشی پریم چند

مشق

معنی یاد کیجیے:

چوکس	—	ہوشیار
بوجھ	—	وزن
چارہ	—	جانور کی خوراک
بے زبان	—	جس کو زبان نہ ہو، جانور
ناراضگی	—	غصہ
باؤلا	—	بے چین
سالا	—	بیوی کا بھائی
خیر مقدم	—	استقبال
تنک کر	—	غصہ میں آکر
دل بھاری ہونا	—	گھبرانا
برتاؤ	—	سلوک
خشک	—	سوکھا
ظالم	—	ظلم کرنے والا

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ ہیرا، موتی گیا کے یہاں سے کیوں بھاگ آئے؟

2۔ جھوری کے دونوں بیلوں کا کیا نام تھا؟

3۔ دونوں بیلوں کو روٹیاں کون کھلاتا تھا؟

4۔ جھوری کے بیلوں کے ساتھ گیا نے کیسا برتاؤ کیا؟

خالی جگہوں کو بھریئے:

1۔ ایک بار جب رات کو............روٹی دیکر چلی گئی۔ (لڑکی، بیٹی)

2۔ زندگی میں پہلا موقع تھا کہ........کو تنکا بھی نہ ملا۔ (دانے، کھانے)

3۔ موتی غصہ کے مارے آپے سے.........ہو گیا۔ (باہر، اندر)

4۔ ان بیلوں سے اسے............ہو گئی۔ (دشمنی، ہمدردی)

الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

بیل، روٹی، چوکیدار، جھوری، ہمت

واحد سے جمع بنایئے:

روٹی، لڑکی، ماں، بیل، ہمدردی

نیچے دیئے گئے موضوع الفاظ کے سامنے مہمل الفاظ لکھیے :

☆ روٹی ......ووٹی...... کھانا ....

☆ بیل .... چائے ....

☆ گاؤں .... آدمی ....

☆ شرارت .... چارے ....

☆ کھیت .... زبان ....

غور کیجیے:

منشی پریم چند اردو اور ہندی کے مشہور کہانی کار ہیں۔ ''دو بیل'' ان کی ایسی کہانی ہے جس میں بیلوں کو کردار بنا کر دلچسپ باتیں کی گئی ہیں۔ ہیرا اور موتی نام کے دو بیلوں کی اپنے مالک جھوری سے محبت اور وفاداری اور گیا کی چھوٹی لڑکی کا بیلوں کو روٹی کھلانا ایسی باتیں ہیں جن سے ہمدردی اور وفاداری کا سبق ملتا ہے جو عام بچوں کیلئے سبق آموز بھی ہے اور دلچسپ بھی۔

عملی سرگرمی:

☆ منشی پریم چند کی کوئی دوسری کہانی مثلاً ''عیدگاہ'' اپنے درجہ میں اپنے ساتھیوں کو پڑھ کر سنایئے...

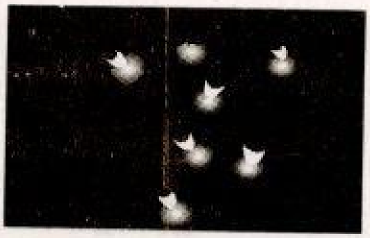

سبق..3

جگنو

جگنو کی روشنی ہے کاشانۂ چمن میں
یا شمع جل رہی ہے پھولوں کی انجمن میں
آیا ہے آسماں سے اُڑ کر کوئی ستارہ
یا جان پڑ گئی ہے مہتاب کی کرن میں
یا شب کی سلطنت میں دن کا سفیر آیا
غربت میں آکے چمکا، گمنام تھا وطن میں
تکمہ کوئی گرا ہے مہتاب کی قبا کا
ذرّہ ہے یا نمایاں سورج کے پیرہن میں
حسنِ قدیم کی یہ پوشیدہ اک جھلک تھی
لے آئی جس کو قدرت خلوت سے انجمن میں
چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی
نکلا کبھی گہن سے، آیا کبھی گہن میں
پروانہ اک پتنگا، جگنو بھی اک پتنگا
وہ روشنی کا طالب، یہ روشنی سراپا

☆علامہ اقبالؔ

مشق

معنی یاد کیجیے:

کاشانہ — گھر

انجمن — محفل

مہتاب — چاند

سفیر — سفر کرنے والا

گمنام — بے نام

تکمہ — گھنڈی، بٹن

پیرہن — لباس

قدیم — پُرانا

پوشیدہ — چھپا ہوا

خلوت — تنہائی

ظلمت — اندھیرا

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ جگنو کی روشنی ہمیں کہاں دکھائی پڑتی ہے؟

2۔ پروانہ اور جگنو میں کیا فرق ہے؟

3۔ اِس نظم میں مہتاب کی کرن کسے کہا گیا ہے؟

4۔ جگنو نظم کس شاعر کی لکھی ہوئی ہے؟

خالی جگہوں کو بھریئے:

1۔ آیا ہے آسماں سے..........کوئی ستارہ (اُتر کر، اُڑ کر)

2۔ یا جان پڑ گئی ہے..........کی کرن میں (مہتاب، آفتاب)

3۔ چھوٹے سے چاند میں ہے......بھی روشنی بھی (قدرت، ظلمت)

مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

روشنی، ذرہ، ستارہ، وطن، سورج

واحد الفاظ سے جمع بنایئے:

ستارہ، کرن، دن، جھلک، پروانہ

ان الفاظ کی ضِد لکھیے:

گھر، روشنی، آسمان، شب، قدیم

مصرعوں کو مکمل کیجیے:

جگنو کی روشنی ہے..........چمن میں

یا......جل رہی ہے پھولوں کی انجمن میں

آیا ہے آسماں سے اُڑ کر............

یا جان......ہے مہتاب کی کرن میں

جواب لکھیے :

1۔ ''آیا ہے آسماں سے اُڑ کر کوئی ستارہ''

اس مصرعہ میں کس کے بارے میں کہا گیا ہے؟

2۔ ''چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی''

اِس کا کیا مطلب ہے؟

غور کیجیے:

''جگنو''علامہ اقبالؔ کی خوب صورت نظموں میں سے ایک ہے۔ اِس نظم میں انہوں نے جگنو کی خوب صورتی کے ذریعہ خدا کی قدرت پیش کی ہے، جو ایک معمولی کیڑے کی حیثیت رکھنے کے باوجود اپنے اندر ڈھیر ساری خوبیاں اور حسن رکھتا ہے۔ انہوں نے پروانہ اور جگنو کا فرق بتاتے ہوئے کہا ہے کہ پروانہ روشنی مانگتا ہے جبکہ جگنو روشنی پھیلاتا ہے۔ ہمیں بھی جگنو کی طرح تاریکی مٹانے اور روشنی پھیلانے کا کام کرنا چاہئے۔

عملی سرگرمی:

☆ اِس نظم کو زبانی یاد کیجیے اور اپنے اُستاد کو سنایئے...

☆ آپ نے دوسرے پتنگوں سے متعلق کوئی نظم پڑھی ہو، تو اسے درجہ میں خوش خط لکھ کر بلیک بورڈ پر چسپاں کیجیے!

سبق..4

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کے مشہور خلیفہ تھے۔ خلیفہ بننے سے پہلے وہ بڑی شان وشوکت کی زندگی گزارتے تھے لیکن خلیفہ بنتے ہی ان کی زندگی بالکل بدل گئی۔ انہوں نے شاہانہ ٹھاٹ باٹ ترک کردیا۔ اپنے سارے قیمتی لباس، سامان اور بیوی کے زیورات بیت المال میں داخل کردیئے اور انتہائی سادہ اور پاکیزہ زندگی گزارنے لگے۔

خلیفہ بننے کے بعد وہ سادہ لباس پہنتے، معمولی کھانا کھاتے اور کچے سے مکان میں رہتے تھے۔ ان کے بیوی بچوں کی زندگی بھی سادگی سے گزرنے لگی۔ وہ چاہتے تو اپنے بیوی بچوں کو لذیذ کھانے کھلا سکتے تھے، عمدہ کپڑے پہنا سکتے تھے لیکن انہیں بیت المال سے رقم لینا گوارا نہ تھا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے، عید قریب تھی۔ سب لوگ اپنے بچوں کے لئے نئے نئے کپڑے بنوا رہے تھے۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کے بچوں نے بھی اپنی ماں سے نئے کپڑوں کی فرمائش کی۔ ماں بے چین ہوگئیں۔ وہ شوہر کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا حال بیان کیا۔ بیوی کی بات سن کر انہوں نے فرمایا ”فاطمہ! میرے پاس اتنی رقم کہاں ہے کہ بچوں کے لئے نئے کپڑے بنوا سکوں؟“

حضرت عمر بن عبدالعزیز انتہائی ایمانداری سے بیت المال کی حفاظت کرتے تھے۔ نہانے یا وضو کرنے کے لئے سرکاری باورچی خانے میں گرم کیا ہوا پانی استعمال نہیں کرتے تھے۔ انہیں بیت المال میں رکھی ہوئی مُشک کو سونگھنا تک گوارا نہ تھا۔

ایک رات وہ کسی سرکاری کام میں مصروف تھے اور سرکاری چراغ جل رہا تھا۔ اتنے میں ایک

ملاقاتی صرف ان کی خیریت دریافت کرنے کے لئے آگیا۔ انہوں نے سرکاری چراغ بجھادیا اور اپنا ذاتی چراغ منگوا کر جلایا۔

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز، اپنے اردگرد خوشامدیوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ اکثر عالموں کو بلواتے اور ان سے نصیحت کی درخواست کرتے۔ وہ چاہتے تھے کہ علما انصاف کرنے میں ان کی رہنمائی کریں۔ نیکی کے کاموں میں مدد کریں۔ حاجت مندوں کی حاجتیں ان تک پہنچائیں اور ان کے سامنے کسی کی غیبت نہ کریں۔

وہ ملازموں کے آرام کا خیال رکھتے اور کسی کام کو کم تر نہیں سمجھتے تھے۔ ایک بار، رات کو کسی مہمان سے گفتگو فرمارہے تھے کہ دفعتاً چراغ جھلملانے لگا۔ قریب ہی ایک ملازم سویا ہوا تھا۔ مہمان نے کہا کہ اس کو جگا دوں؟

بولے: ''سونے دو۔''

مہمان نے کہا: ''میں خود اٹھ کر چراغ ٹھیک کردوں؟''

فرمایا: مہمان سے کام لینا مناسب نہیں۔''

آپ خود ہی اٹھے۔ برتن سے زیتون کا تیل لیا اور چراغ کو ٹھیک کرکے پلٹے تو کہا:

''جب میں اٹھا تھا تو عمر بن عبدالعزیز تھا اور جب پلٹا تب بھی عمر بن عبدالعزیز ہوں۔''

ان کے زمانے میں بڑی خوش حالی تھی۔ لوگ ان کے پاس کثرت سے مال لاتے اور کہتے کہ غریبوں میں بانٹ دیجئے لیکن وہ یہ کہہ کر مال واپس کردیتے تھے کہ حاجت مند نہیں ملتے، پھر یہ مال کسے دیا جائے؟

انہوں نے لوگوں کی سہولت کے لئے سرائیں بنوائیں، شراب پر پابندی لگائی، بے جا رسموں کو ختم کیا۔ غلاموں اور باندیوں کو آزاد کرایا۔ شاہی خاندان کے لوگوں اور حکومت کے افسروں کے ظلم وستم سے عوام کو نجات دلائی۔ ان کی خلافت کا زمانہ صرف دوسال پانچ مہینے رہا۔ حیرت اس بات پر ہے کہ اتنے کم عرصے میں یہ ساری اصلاحات عمل میں آگئیں۔ تاریخ میں ایسے عادل، نیک اور پرہیزگار اسلامی حکمراں کا نام ہمیشہ روشن رہے گا۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو۔

☆ماخوذ

مشق

معنی یاد کیجیے:

بیت المال — ایسی جگہ جہاں روپیہ اور مال رکھا جاتا ہے

حاجت مند — ضرورت مند، محتاج

سرائے — مسافر خانہ

عادِل — عدل (انصاف) کرنے والا

مُشک — کستوری (ایک قسم کا خوشبودار مادّہ جو ہرن کی ناف سے نکلتا ہے)

اصلاح — خرابیوں اور برائیوں کو دور کرنا

حکمراں — بادشاہ، حاکم

پاکیزہ — پاک صاف

رقم — روپیہ پیسہ

لذیذ — لذت والا، مزیدار

غیبت — کسی کی غیر موجودگی میں اُس کی برائیوں کو بیان کرنا

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی زندگی خلیفہ بننے کے بعد کیوں بدل گئی؟

2۔ عید میں بچوں کے لئے نئے کپڑے کیوں بنوائے جاتے ہیں؟

3۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عام انسانوں کی اصلاح کے لئے کون کون سے کام کیے؟

خالی جگہوں کو دیئے ہوئے الفاظ سے بھریئے:

1۔ خلیفہ بننے سے پہلے وہ............کی زندگی گزارتے تھے۔

(شان وشوکت، الفت ومحبت)

2۔ انہوں نے شاہانہ.................ترک کر دیا۔

(ٹھاٹ باٹ، رہن سہن)

3۔ انہیں.....................سے رقم لینا گوارا نہ تھا۔

(بیت المال، سرکاری خزانہ)

4۔ اپنے اردگرد.................کو دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔

(خوشامدیوں، دوستوں)

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

مصروف، عید، چراغ، مہمان، لباس

دیئے ہوئے واحد الفاظ سے جمع بنایئے:

خلیفہ، خدمت، رقم، عالم، غریب

ان الفاظ کی ضِد لکھیے:

زندگی، عالم، نیکی، کم تر، خوش حالی

ان سوالات کے جواب دیجیے:

1۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کا زمانہ کتنا تھا؟

2۔ عید کے موقع پر انہوں نے بچوں کیلئے نئے کپڑے کیوں نہیں بنوائے؟

3۔ ایک ملاقاتی کے آنے پر خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے سرکاری چراغ کیوں بجھادیا؟

4۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے چراغ جلانے کیلئے ملازم کو کیوں نہیں جگایا؟

غور کیجیے:

آپ نے دیکھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بننے کے بعد کیسی سادہ اور پاکیزہ زندگی گزارنے لگے۔ انہوں نے لوگوں کی سہولت کیلئے بہت سارے کام کئے مگر اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے کبھی سرکاری خزانہ سے رقم لینا گوارا نہیں کیا۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم ضرورت مندوں کی مدد اور لوگوں کی بھلائی کرنا سیکھیں۔

عملی سرگرمی:

☆ اپنے محلے اور آس پاس میں غور سے دیکھیے اور کوئی ایک برائی کے متعلق لکھیے جن کی اصلاح کی ضرورت آپ محسوس کرتے ہیں۔ آپ ان برائیوں کی اصلاح کیسے کریں گے؟ اپنے دوستوں کو بتائیے!

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

سبق..5

احسان کا بدلہ احسان

بہت دِنوں کی بات ہے جب ہر جگہ نیک لوگ بستے تھے اور دَغا، فریب بہت ہی کم تھا۔ ہر قوم کے لوگ ایک دوسرے کا خیال رکھتے تھے۔ کوئی کسی پر زیادتی نہیں کرتا تھا اور جس کا جو حق ہوتا تھا، اُسے مل جایا کرتا تھا۔ اُن دنوں ایک شہر تھا: عادل آباد۔

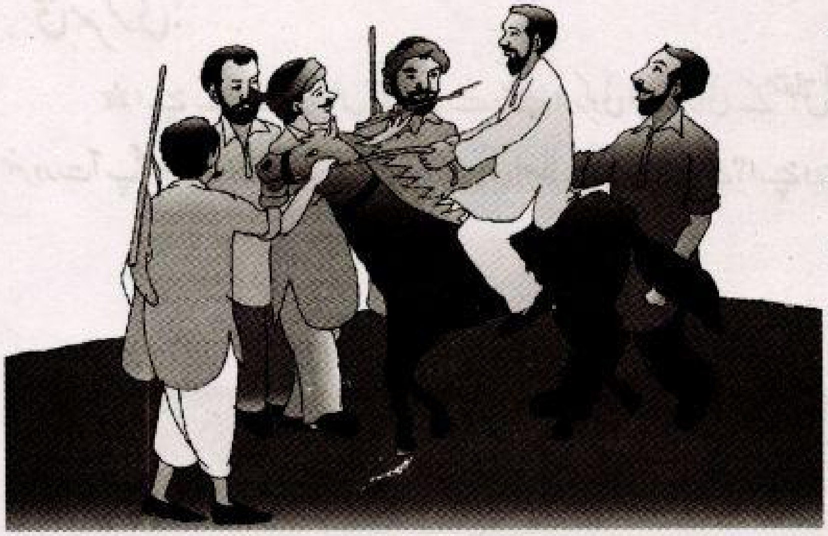

اس عادِل آباد میں ایک بہت دولت مند دُکان دار تھا۔ دور دور کے ملکوں سے اُس کا لین دین تھا۔ اُس کے پاس ایک گھوڑا تھا، جو اُس نے بہت دام دے کر ایک عرب سے خریدا تھا۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ دُکان دار تجارت کی غرض سے گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا تھا کہ بے خیالی میں شہر سے بہت دور نکل گیا اور ایک جنگل میں جا پہنچا۔ ابھی یہ اپنی دُھن میں آگے جا ہی رہا تھا کہ پیچھے سے چھ آدمیوں نے اُس پر حملہ کر دیا۔ اُس نے اُن کے ایک دو وار تو خالی کر دیے، لیکن جب دیکھا کہ وہ چھ ہیں تو سوچا کہ اچھا یہی ہے کہ اُن سے بچ کر نکل چلوں۔ اُس نے گھوڑے کو گھر کی طرف پھیرا، لیکن ڈاکوؤں نے بھی

اپنے گھوڑے پیچھے ڈال دیئے۔ اب تو عجیب حال تھا، سارا جنگل گھوڑوں کی ٹاپوں سے گونج رہا تھا۔ سچ یہ ہے کہ دُکان دار کے گھوڑے نے اُسی دن اپنے دام وصول کرا دیئے۔ کچھ دیر بعد ڈاکوؤں کے گھوڑے پیچھے رہ گئے اور گھوڑا دکان دار کی جان بچا کر اُسے گھر لے آیا۔

اُس روز گھوڑے نے اتنا زور لگایا کہ اُس کی ٹانگیں بیکار ہوگئیں۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ دنوں بعد غریب کی آنکھیں بھی جاتی رہیں۔ لیکن دُکان دار کو اپنے وفادار گھوڑے کا احسان یاد تھا، چنانچہ اُس نے سائیس کو حکم دیا کہ جب تک گھوڑا جیتا رہے، اُس کو روز صبح شام چھ سیر دانہ دیا جائے اور اُس سے کوئی کام نہ لیا جائے۔

لیکن سائیس نے اس حکم پر عمل نہ کیا وہ روز بروز گھوڑے کا دانہ کم کرتا گیا۔ یہی نہیں بلکہ ایک روز اُسے اپاہج اور اندھا سمجھ کر اصطبل سے نکال دیا۔ بے چارہ گھوڑا رات بھر بھوکا، پیاسا، بارش اور طوفان میں باہر کھڑا رہا۔ جب صبح ہوئی تو جوں توں کر کے وہاں سے چل دیا۔

اسی شہر عادِل آباد میں ایک بڑی مسجد تھی اور ایک بڑا مندر۔ اُن میں نیک ہندو اور مسلمان آ کر اپنے اپنے ڈھنگ سے خدا کی عبادت کرتے اور اُس کو یاد کرتے تھے۔ مندر اور مسجد کے بیچ میں ایک بہت اونچا مکان تھا، اُس کے بیچ میں ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ کمرے میں ایک بہت بڑا گھنٹا لٹکا ہوا تھا اور اس میں ایک لمبی سی رسّی بندھی ہوئی تھی۔ اُس گھر کا دروازہ رات دن کھلا رہتا۔ شہر عادِل آباد میں جب کوئی کسی پر ظلم کرتا، یا کسی کا مال دبا لیتا، یا کسی کا حق مار لیتا، تو وہ اُس گھر میں

جاتا، رسّی پکڑ کر کھینچتا، یہ گھنٹا اِس زور سے بجتا کہ سارے شہر کو خبر ہو جاتی۔ گھنٹے کے بجتے ہی شہر کے سچے، نیک دِل ہندو مسلمان وہاں آ جاتے اور فریادی کی فریاد سُن کر انصاف کرتے۔

اتفاق کی بات کہ اندھا گھوڑا ابھی صبح ہوتے ہوتے اُس گھر کے دروازے پر جا نکلا۔

دروازے پر کچھ روک ٹوک تھی نہیں، گھوڑا سیدھا گھر میں گھس گیا۔ بیچ میں رسّی لٹکی تھی، یہ غریب مارے بھوک کے ہر چیز پر منہ چلاتا تھا، رسّی جو اُس کے بدن سے لگی تو وہ اُسی کو چبانے لگا۔ رسّی جو ذرا کھینچی تو گھنٹا بجا۔ مسلمان مسجد میں نماز کے لئے جمع تھے، پُجاری مندر میں پوجا کر رہے تھے۔ گھنٹا جو بجا تو سب چونک پڑے اور اپنی اپنی عبادت ختم کر کے سب اُس گھر میں جمع ہو گئے۔ شہر کے پنچ بھی آ گئے۔ پنچوں نے پوچھا: ''یہ اندھا گھوڑا کس کا ہے؟'' لوگوں نے بتایا: ''یہ فلاں تاجر کا ہے۔ اس گھوڑے نے تاجر کی جان بچائی تھی۔'' پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ تاجر نے اُسے نکال باہر کیا ہے۔ پنچوں نے

تاجر کو بلوایا۔ ایک طرف اندھا گھوڑا تھا، اُس کی زبان نہ تھی جو شکایت کرتا۔ دوسری طرف تاجر کھڑا تھا، شرم کے مارے اُس کی آنکھیں جھکی تھیں۔ پنچوں نے کہا: ''تم نے اچھا نہیں کیا۔ اِس گھوڑے نے تمہاری جان بچائی اور تم نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ تم آدمی ہو، یہ جانور ہے۔ آدمی سے اچھا تو جانور ہی ہے۔ ہمارے شہر میں ایسا نہیں ہوتا۔ ہر ایک کو اُس کا حق ملتا ہے اور احسان کا بدلہ احسان سمجھا جاتا ہے۔''

تاجر کا چہرہ شرم سے سُرخ ہو گیا، اُس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ بڑھ کر اس نے گھوڑے کی گردن میں ہاتھ ڈال دیا۔

اُس کا منہ چوما اور کہا: ''میرا قصور معاف کر۔'' یہ کہہ کر اُس نے وفادار گھوڑے کو ساتھ لیا اور گھر لے آیا۔ پھر اُس کے لئے ہر طرح کے آرام کا انتظام کر دیا۔

☆ ڈاکٹر ذاکر حسین

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

مشق

معنی یاد کیجیے:

دغا — دھوکا

زیادتی — ظلم

عادل — انصاف کرنے والا

غرض — مقصد

زور لگانا — طاقت لگانا

سائیس — گھوڑے کی دیکھ بھال کرنے والا

وفادار — حمایتی، ساتھ دینے والا

اصطبل — گھوڑے کے رہنے کی جگہ

جوں توں — جیسے تیسے

تاجر — تجارت کرنے والا

احسان — بغیر بدلہ کے نیکی کرنا

سرخ — لال

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ احسان کسے کہتے ہیں؟

2۔ تاجر نے گھوڑے کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

3۔ اندھے گھوڑے کو انصاف کیسے مِلا؟

خالی جگہوں کو بھریے:

1۔ اسی شہر عادل آباد میں ایک......... تھی۔(مندر، مسجد)

2۔ کمرے میں ایک بہت........... گھنٹا لگا ہوا تھا۔(بڑا، ہرا)

3۔ تاجر کا چہرہ شرم سے...... ہوگیا۔(سرخ، ہرا، کالا)

4۔ پھر اس کیلئے ہر طرح کے........ کا انتظام کردیا۔(سامان، آرام)

الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

شہر، تجارت، ظلم، وفادار، انصاف

واحد سے جمع بنائیے:

رسّی، گھوڑا، مسجد، مندر، رات

ان الفاظ کی ضِد لکھیے:

شہر، مسجد، ظلم، سرخ، آرام

غور کیجیے:

آپ نے دیکھا کہ ڈاکٹر ذاکر حسین کی یہ کہانی بہت ہی دلچسپ اور آسان ہے۔ احسان کا بدلہ احسان ایک اخلاقی کہانی ہے جس میں گھوڑے اور تاجر کے کردار کے ذریعہ ذاکر حسین نے کئی باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یعنی گھوڑا کیسا جانور ہوتا ہے؟ احسان کیا ہے؟ احسان کا بدلہ کیسے ادا کیا جاتا ہے؟ ان کو کہانی کی شکل میں بہت خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔

عملی سرگرمی:

☆ ڈاکٹر ذاکر حسین کی دوسری کہانیوں کو یکجا کر اپنے دوستوں کو سنائیے!

سبق..6

وطن کا راگ

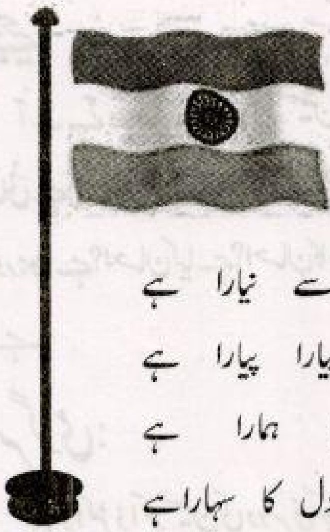

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے نیارا ہے
ہر رُت ہر اک موسم اس کا کیسا پیارا پیارا ہے
کیسا سہانا کیسا سُندر پیارا دیش ہمارا ہے
دُکھ میں سُکھ میں ہر حالت میں بھارت دل کا سہارا ہے

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے نیارا ہے

کرشن کی بنسی نے پھونکی ہے رُوح ہماری جانوں میں
گوتم کی آواز بسی ہے محلوں میں میدانوں میں
چشتی نے جودی تھی مَے وہ اب تک ہے پیمانوں میں
نانک کی تعلیم ابھی تک گونج رہی ہے کانوں میں

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے نیارا ہے

مذہب کچھ ہو، ہندی ہیں ہم، سارے بھائی بھائی ہیں
ہندو ہیں یا مسلم ہیں یا سِکھ ہیں یا عیسائی ہیں
پریم نے سب کو ایک کیا ہے، پریم کے ہم شیدائی ہیں
بھارت نام کے عاشق ہیں ہم ، بھارت کے سودائی ہیں

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے نیارا ہے

☆ افسرؔ میرٹھی

مشق

معنی یاد کیجیے:

سہارا — مدد

تہذیب — طور طریقہ

رُت — موسم

ہریالی — ہرا بھرا

پیمانہ — ناپنے کا آلہ (جمع پیمانوں)

پریم — محبت، پیار

شیدائی — چاہنے والا

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ ہمارا بھارت دیش کیسا ہے؟

2۔ گنگا ندی کس دیش میں بہتی ہے؟

3۔ کرشن، گوتم، چشتی اور نانک نے ہمیں کون سا پیغام دیا ہے؟

خالی جگہوں کو بھریئے:

1۔ کیسا سہانا کیسا سندر...........ہمارا ہے۔

2۔ مذہب کچھ ہو ہندی ہیں ہم سارے..........

3۔ ہندو ہیں یا.........یا سکھ ہیں یا عیسائی ہیں۔

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

سُندر،　گنگا،　پھول،　تعلیم،　ہندی

دیئے ہوئے واحد الفاظ سے جمع بنایئے:

حالت،　تعلیم،　آواز،　یاد،　عاشق،　صدی

ان الفاظ کی ضِد لکھیے:

شہر،　ہریالی،　محل،　پریم،　آدمی

مصرعوں کو مکمل کیجیے:

بھارت پیارا دیش ہمارا سب دیشوں سے............

دُکھ میں........ہر حالت میں بھارت دل کا سہارا ہے

چشتی نے جو دی تھی مَے وہ اب تک ہے..........میں

بھارت نام کے عاشق ہیں ہم..........کے سودائی ہیں

دیئے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

1۔ ہم سب کس ملک کے رہنے والے ہیں؟

2۔ کرشن، گوتم، نانک کی پیدائش کہاں ہوئی؟

3۔ ہم سب بھارت کے لوگ آپس میں کیسے رہتے ہیں؟

4۔ بھارت میں کون کون سے مذہب کے لوگ رہتے ہیں؟

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

غور کیجیے:

آپ نے اِس نظم میں پڑھا کہ ہمارا دیش بھارت بہت ہی سُندر اور اچھا دیش ہے۔ یہاں پر ہر طرح کے موسم، پھل، پھول اور ندیاں ہیں۔ گوتم، نانک، چشتی، کرشن جیسے پیار کے پھول برسانے والے بڑے بڑے لوگ یہاں پیدا ہوئے۔ ہر مذہب کے لوگ یہاں آپس میں مِل جل کر رہتے ہیں اور پرب تیوہار مناتے ہیں۔ ایسا دیش دنیا میں دوسرا کوئی نہیں ہے۔ ہمیں اس ملک پر ناز ہے۔ ہم بڑے ہوکر اچھا کام کریں گے اور بھارت دیش کا نام روشن کریں گے۔

عملی سرگرمی:

☆ اِس نظم کو یاد کیجیے اور گا کر سنائیے!

سبق.. 7

گنگا ندی

ہمارے ملک کی عظمت کو بڑھانے میں ہمالہ اور گنگا کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ ہمالہ ہمارے ملک کا پاسبان ہے جبکہ گنگا ہماری تہذیب اور ترقی کی نشانی ہے۔ گنگا، ہمالہ کے گنگوتری نامی برف کے آبشار یعنی گلیشیر سے نکلتی ہے۔ یہاں سے بنگال کی کھاڑی تک یہ گنگا کے نام سے ہی جانی اور پہچانی جاتی ہے۔ ہردوار نام کے مقام پر گنگا ندی پہاڑ سے ہوکر نشیب کی طرف یعنی میدان میں آجاتی ہے۔ ہردوار بہت ہی مشہور جگہ ہے۔ یہاں ہندوؤں کا تیرتھ استھان ہے۔ ہر بارہ سال کے بعد

یہاں کمبھ کا میلہ لگتا ہے۔ ہری دوار کے قدرتی مناظر سے بھرپور تیرتھ استھان تیرتھ یاتریوں سے بھرا رہتا ہے۔ ملک کے گوشے گوشے سے زائرین کی آمد سے ہری دوار میں کافی بھیڑ بھاڑ اور رونق رہتی ہے۔

مہابھارت میں ہستنا پور کا ذکر بار بار آیا ہے۔ یہ تاریخی مقام ہری دوار کے راستے میں ہی پڑتا ہے۔ یہیں سے بہتی ہوئی گنگا ندی مشہور صنعتی شہر کانپور (یوپی) پہنچتی ہے۔ کانپور میں چونکہ کل کارخانوں کی تعداد

بہت ہے۔اس لئے اس شہر کے لئے گنگا ندی بہت مفید اور کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ان کل کارخانوں کو گنگا سے ہی پانی ملتا ہے۔کانپور شہر سے تقریباً دوسو کیلومیٹر آگے چل کر پریاگ ہے۔ جسے الٰہ آباد کہتے ہیں۔الٰہ آباد زمانہ قدیم میں پریاگ ہی کے نام سے مشہور تھا۔ یہ جگہ اس لئے بہت اہم ہے کہ یہاں گنگا اور جمنا دوندیوں کا سنگم یعنی ملاپ ہوتا ہے۔ یہاں سے آگے چل کر گنگا بنارس میں داخل ہوتی ہے۔ بنارس کا قدیم نام کاشی تھا۔ یہ شہر رشی مُنیوں اور مندروں کا شہر ہے، یہاں گنگا کے کنارے بڑے بڑے مندر ہیں۔ جہاں ہندوستان بھر سے لوگ آتے ہیں اور گنگا میں اشنان کر کے پوجا پاٹھ کرتے ہیں۔ گنگا بنارس سے ہوتی ہوئی صوبہ بہار میں پہنچتی ہے۔ بہار میں اُتر اور دکھن سے کئی ندیاں اس میں آکر مل جاتی ہیں۔ جیسے کوسی، گنڈک، گھاگھرا، سون اور پُن پُن وغیرہ ندیاں گنگا کی مددگار ندیوں میں شمار ہوتی ہیں۔گنگا بہار کو دوحصّوں میں تقسیم کرتی ہے۔ بہار کی راجدھانی پٹنہ اس کے دکھنی کنارے پر موجود ہے۔ یہاں سے آگے چل کر بھاگلپور ہوتے ہوئے گنگا راج محل کی پہاڑیوں سے ٹکراتی ہوئی بنگال میں داخل ہوجاتی ہے۔ یہاں پر گنگا کا سفر ختم ہوجاتا ہے۔اس کا زور کم پڑ جاتا ہے۔اس کے آخری سرے پر سمندر میں بڑا ڈیلٹا بن گیا ہے۔اسے سندربن کا ڈیلٹا کہا جاتا ہے۔

گنگا ندی سے ہمارے ملک کو بہت فائدہ ہے۔گنگا جہاں سے بھی گزری ہے اس نے اپنی مددگار ندیوں کے ساتھ مل کر میدانی علاقوں کو بہت زرخیز بنا دیا ہے۔گنگا ندی سے ہندوستان کی آدھی آبادی اپنی روزی روٹی حاصل کرتی ہے۔اس ندی سے بے شمار نہر نکال کر لوگ اپنے کھیتوں کو ہرا بھرا رکھتے ہیں اور خوشحالی ان کے دامن چومتی ہے۔ اس ندی میں کشتیوں کے ذریعہ آمدورفت کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے۔ کشتیوں کے ذریعے مچھلیاں بھی حاصل کرنے میں مچھوارے مصروف رہتے ہیں۔

گنگا کی ان تمام خوبیوں کے باوجود ایک تشویش ناک پہلو بھی ہے۔ یہ ندی جہاں سے بھی گزری ہے تقریباً تمام جگہوں اور خاص طور سے شہروں کی گندگیاں اس ندی میں بہائی جارہی ہیں یا ڈالی جارہی ہیں۔دن بہ دن گنگا آلودہ ہوتی جارہی ہے۔اس کا بڑا نقصان ہے۔اگر گنگا کو آلودگی سے نہیں بچایا گیا تو یہ ندی جتنی فائدے مند ہے اتنی ہی نقصان دہ ہوجائے گی۔اس لئے ہمیں گنگا کو ہر حال میں آلودگی سے بچانا چاہئے۔ ☆ ماخوذ

Sarva Shiksha 2015-16(Free)

مشق

معنی یاد کیجیے:

عظمت — بڑائی

پاسبان — رکھوالا

آبشار — جھرنا

نشیب — نیچا، گہرائی

تیرتھ استھان — زیارت گاہ

زائرین — زیارت کرنے والا

مفید — فائدہ مند

سرا — کنارہ

زرخیز — اُپجاؤ

تشویش — اندیشہ، کھٹکا

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

میدان، برف، نشیب، میلہ، سنگم

دیئے ہوئے واحد الفاظ سے جمع بنایئے:

ندی، منظر، شخص، شہر، مندر

اِن الفاظ کی ضِد لکھیے:

فراز، آمد، قدیم، شہر، خوشحالی

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ گنگا ندی کہاں سے نکلتی ہے؟

2۔ گنگا ندی کن کن شہروں سے ہوکر گزرتی ہے؟

3۔ کمبھ کا میلہ کتنے سال پر اور کہاں لگتا ہے؟

4۔ بنارس کیوں مشہور ہے؟

5۔ گنگا کو آلودگی سے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟

خالی جگہوں کو بھریئے:

1۔ گنگا.........نامی برف کے آبشار سے نکلتی ہے۔ (گنگوتری، منا)

2۔ الٰہ آباد میں..........کا میلہ لگتا ہے۔ (پریاگ، کمبھ)

3۔ بنارس کا قدیم نام...........ہے۔ (راشی، کاشی)

4۔ گنگا کو آلودگی سے بچانے کے لئے اس کی..... پر دھیان دینا چاہئے۔ (صفائی، دھلائی)

غور کیجیے:

گنگا ہندوستان کی اہم ترین ندیوں میں شمار ہوتی ہے۔اس ندی سے نہ صرف ہماری تہذیب اور ثقافت جڑی ہوئی ہے بلکہ یہ ندی آدھے ہندوستان کو زرخیز زمین مہیا کرتی ہے۔اور لوگ غلّے اُپجا کر خوش حال زندگی بسر کرتے ہیں۔لیکن افسوس ہے کہ آج گنگا میں گندگی پھیلائی جارہی ہے اور اسے آلودہ کیا جارہا ہے۔گنگا کی آلودگی حد درجہ تشویشناک ہے۔

عملی سرگرمی:

☆ گنگا ندی کا نقشہ حاصل کیجیے اور یہ معلوم کیجیے کہ یہ کون کون سے مشہور شہروں سے ہوکر گزرتی ہے؟

سبق..8

کابلی والا

میری پانچ برس کی بچّی، جس کا نام منّی ہے، گھڑی بھر بھی خاموش نہیں رہتی ہے۔ ایک دن صبح سویرے میں اپنے ناول کا سترہواں باب لکھ رہا تھا، منّی نے آکر کہا:

''بابو جی! سبودھ (میرا نوکر) کوّے کو کاگ کہتا ہے، وہ کچھ نہیں جانتا۔'' اور اس سے پہلے کہ میں کچھ کہوں اُس نے دوسری بات شروع کردی: دیکھئے بابو جی بھولا کہتا ہے کہ آسمان میں ہاتھی اپنی سونڈوں سے پانی برساتے ہیں، بھولا ایسی ہی جھوٹی باتیں کرتا ہے''۔

میں نے ہنس کر منّی سے کہا: منّی تو بھولا کے ساتھ جا کر کھیل، مجھے اس وقت کام کرنا ہے۔''

میرا گھر سڑک کے کنارے ہے۔ ایک دن منّی میرے کمرے میں کھیل رہی تھی، اچانک وہ کھیل چھوڑ کر برآمدے میں دوڑنے لگی اور زور زور سے ''کابلی والے او کابلی والے'' پکارنے لگی۔

کابلی والے کے کندھے پر میوے کا تھیلا اور ہاتھ میں انگوروں کی پٹاری تھی۔ موٹے موٹے کپڑے کا

ڈھیلا ڈھالا کرتا پہنے، صافہ باندھے، لمبے ڈول کا ایک کابلی والا سڑک پر آہستہ آہستہ چلا جا رہا تھا۔

منّی کی آواز سن کر، ہنس مکھ کابلی والے نے گھوم کر دیکھا۔ منّی گھبرا گئی اور اس کابلی والے کو پھاٹک میں اندر آتا دیکھ کر بھاگ گئی۔ اس لئے کہ منّی کی ماں کہا کرتی تھی کہ کابلی والے بچوں کو تھیلے میں ڈال کر لے جاتے ہیں۔

میں نے منّی کا خوف دور کرنے کے لئے اُس کو اندر سے بلایا۔ کابلی والا اپنی جھولی سے کشمش نکال کر منّی کو دینے لگا۔ منّی کسی طرح لینے پر راضی نہ ہوئی۔ اُس کا شبہ اور بھی بڑھ گیا۔ وہ ڈر کر مجھ سے لپٹ گئی۔

کابلی والے سے میرا تعارف اس طرح ہوا۔

میں ایک روز کسی ضروری کام سے باہر جا رہا تھا، دروازے پر دیکھا کہ منّی اُس کابلی والے سے بڑے مزے سے باتیں کر رہی تھی۔ وہ بادام اور کشمش لئے ہوئے تھی۔ میں نے کابلی والے سے کہا: ''یہ سب کیوں دیا؟ اب مت دینا۔'' یہ کہہ کر میں نے جیب سے اٹھنّی نکال کر کابلی والے کو دی۔ اُس نے بلا جھجک اٹھنی لے کر جیب میں ڈال لی۔

جب میں کام سے لوٹ کر گھر آیا تو میں نے دیکھا کہ اُس اٹھنّی کی وجہ سے گھر میں بڑا شور مچا ہوا ہے۔ منّی کی ماں اُس سے ڈانٹ کر پوچھ رہی تھی کہ تو نے اُس سے اٹھنّی کیوں لی؟ منّی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اُس نے کہا: ''میں نے نہیں مانگی، وہ اپنے آپ دے گیا۔'' میں منّی کو لے کر باہر چلا گیا۔

معلوم ہوا کہ یہ کابلی والے کا دوسرا پھیرا نہیں تھا۔ وہ روز روز گھر آتا تھا۔ اور پستے بادام دے کر اُس نے منّی سے دوستی کر لی تھی۔

کابلی والے کا نام رحمت تھا۔ رحمت اور منّی کی عمر میں زمین آسمان کا فرق تھا، پھر بھی دونوں ایک دوسرے کے دوست ہو گئے۔ اُن دونوں میں کچھ بندھی ٹکی باتیں ہوتی تھیں۔

کابلی والا کہتا: ''منّی سسرال جاؤ گی؟ منّی نہیں جانتی کہ سسرال کسے کہتے ہیں؟ لیکن بھلا وہ چپ رہنے والی کہاں تھی۔ وہ اُلٹا کابلی والے سے پوچھتی: ''تم سسرال جاؤ گے؟'' رحمت گھونسا تان کر کہتا: ''میں تو

سسرے کو ماروں گا۔'' یہ سن کر منّی خوب ہنستی۔

ہر سال جب جاڑے کا موسم ختم ہونے لگتا، تو رحمت اپنے وطن جانے کی تیاری کرتا اور گھر گھر جا کر اپنا روپیہ وصول کرتا، مگر ایک بار منّی سے ملنے ضرور آتا۔

ایک دن میں اپنے کمرے میں بیٹھا پڑھ رہا تھا، اچانک گلی میں بڑا شور وغل سنائی دیا۔ میں نے کھڑے ہو کر دیکھا رحمت کو دو سپاہی باندھے لئے جا رہے تھے، پیچھے سے لڑکوں اور راہ گیروں کا مجمع چلا آ رہا تھا۔ رحمت کے کُرتے پر خون کے دھبے تھے اور ایک سپاہی کے ہاتھ میں خون سے بھری چھری تھی۔ میں بھاگ کر گیا اور سپاہیوں کو روک کر پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' معلوم ہوا کہ پڑوس میں ایک چپراسی کو سیکڑوں گالیاں دے رہا تھا۔ اس بیچ ''کابلی والے او کابلی والے'' پکارتی ہوئی منّی بھی وہاں آ گئی۔

رحمت کا چہرہ دم بھر کے لئے خوشی سے کھل اُٹھا۔ منّی نے آتے ہی اُس سے پوچھا۔ ''تم سسرال جاؤ گے؟''

رحمت نے ہنس کر کہا: ''ہاں وہیں جا رہا ہوں۔'' اُس نے دیکھا کہ اس جواب سے منّی کو ہنسی آ گئی تب اُس نے گھونسا دکھا کر کہا: ''میں سسرے کو مارتا تو ضرور، لیکن کیا کروں میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔''

کچھ دنوں کے بعد اس جُرم میں رحمت کو سات سال کی سزا ہو گئی۔ اس واقعے کے بعد کئی دن گزر گئے، منّی کابلی والے کو بھول گئی۔

منّی بڑی ہو گئی اور پھر اُس کی شادی بھی طے ہو گئی۔ آخر کار شادی کی تاریخ آ پہنچی۔ مہمانوں سے گھر بھرا ہوا تھا۔ میں اپنے کمرے میں بیٹھا کچھ کام کر رہا تھا۔ اچانک اُس وقت رحمت وہاں آ گیا۔

پہلے تو میں اُس کو پہچان نہ سکا لیکن اس کی ہنسی سے سمجھ گیا کہ یہ رحمت ہے، میں نے پوچھا: ''کیوں رحمت کب آئے؟''

''کل ہی شام کو جیل سے چھوٹا ہوں۔''

میں نے کہا: ''آج تو میں بہت مصروف ہوں، پھر کبھی آنا۔''

وہ اُداس ہو کر جانے لگا، لیکن پھر ہچکچاتے ہوئے بولا: ''بابو جی! منّی کہاں ہے؟''

میں نے کہا: ''آج گھر میں کام ہے، منّی سے بھی ملاقات نہ ہوگی۔'' وہ اُداس ہو گیا۔

''اچھا... بابو جی سلام۔'' کہہ کر جانے لگا۔

مجھے جیسے دھکا سا لگا۔ جی چاہا کہ اُس کو بلالوں۔ اتنے میں دیکھا کہ وہ خود ہی واپس آ رہا ہے۔ واپس آ کر اُس نے کہا: ''یہ کچھ کشمش بادام منّی کے لئے لایا تھا، اُس کو دے دیجئے۔''

میں نے اس کی قیمت ادا کرنی چاہی۔ تب اُس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: ''آپ کی مہربانی میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ مجھے قیمت نہ دیجئے، بابو جی! منّی جیسی میری بھی بیٹی ہے، اسی لئے میں اُس کے لئے میوہ لاتا تھا۔ میں یہاں سودا بیچنے نہیں آتا۔''

اِتنا کہہ کر اُس نے کرتے کے اندر سے ایک میلے کاغذ کی پُڑیا نکالی۔ بڑی احتیاط سے پڑیا کھول کر میرے سامنے رکھ دی۔ اُس کاغذ پر ایک چھوٹے سے ہاتھ کا نشان تھا۔ اپنی بیٹی کی اِس نشانی کو چھاتی سے لگا کر رحمت اتنی دور سے میوہ بیچنے کلکتہ آیا تھا۔

یہ دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے، میں سب کچھ بھول گیا، بس یہ بات یاد رہ گئی کہ میں بھی باپ ہوں اور وہ بھی باپ ہے۔ میں نے اُسی وقت منّی کو اندر سے بلایا۔ منی شادی کے کپڑے اور زیور پہنے ہوئے آئی، اور شرمائی شرمائی میرے سامنے کھڑی ہو گئی۔

اُس کو دیکھ کر کابلی والا گھبرا سا گیا اور بات بھی نہ کر سکا۔ پھر اُس نے ہنس کر کہا:

''منّی! تو سسرال جا رہی ہے؟''

اب منّی سسرال کے معنی سمجھنے لگی تھی، اس نے شرما کے سر جھکا لیا۔ رحمت کچھ سوچ کر زمین پر بیٹھ گیا، جیسے اُس کو یکا یک احساس ہوا کہ اُس کی لڑکی بھی اتنے دنوں میں بڑی ہو گئی ہوگی۔ ان آٹھ برسوں میں اُس کا کیا ہوا، کون جانے! وہ اُس کی یاد میں کھو گیا۔

☆ رابندر ناتھ ٹیگور

مشق

معنی یاد کیجیے:

باب — کتاب کا کوئی مکمل حصہ

شبہ — شک

احتیاط — سوجھ بوجھ سے کام کرنا

زمین آسمان کا فرق — بہت بڑا فرق، نمایاں فرق

میوہ — سوکھے پھل جیسے پستہ، بادام، کشمش، آخروٹ وغیرہ

صافہ — پگڑی

مجمع — بھیڑ

مصروف — کام میں لگا ہوا

یکا یک — اچانک

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ منی کون تھی؟

2۔ منی نے بابو جی سے سبودھ کی کیا شکایت کی؟

3۔ کابلی والے کو دیکھ کر منّی کیوں گھبرا گئی؟

4۔ کابلی والے کو جیل کیوں بھیجا گیا؟

5۔ منّی کو دیکھ کر کابلی والے کو کیا یاد آیا؟

خالی جگہوں کو دیئے گئے الفاظ سے بھریئے:

1۔ کابلی والے سے میرا..............اس طرح ہوا۔ (تعارف، پہچان)

2۔ کابلی والے کا............رحمت تھا۔ (نام،کام)

3۔ رحمت گھر گھر جا کر اپنا روپیہ............کرتا تھا۔ (وصول، قبول)

4۔ سردار سر پر............باندھتے ہیں۔ (صافہ، چغا)

5۔ کابلی والا کہتا! منّی............جاؤ گی؟ (سسرال،کوتوال)

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

لین دین، حق، مال، میوہ، چادر

دیئے ہوئے الفاظ کی جمع بتایئے:

بات، برس، سپاہی، لڑکی، میوہ

☆ نیچے دیئے گئے کلمات میں اسم، ضمیر، فعل صفت اور حرف کو چن کر دیئے گئے باکس میں لکھیے:

کھانا، سوکھا، نیا، پرانا، اوپر، میں، اچھا، کو، تک، مسجد، کرسی، بابو، لکھنا، وہ، منی، تھیلا، رحمت، کاغذ، کلکتہ، پگڑی، بادام، چھوٹے، سے

اسم
....
....

ضمیر
....
....

فعل
....
....

صفت
....
....

حرف
....
....

کلمہ کی پانچ قسمیں ہیں اسم، ضمیر، فعل، صفت اور حرف

غور کیجیے:

رابندر ناتھ ٹیگور بنگلہ زبان کے بڑے ادیب ہیں۔ کابلی والا اُن کی ایک مشہور کہانی ہے۔ جس میں ایک باپ کی اپنی بیٹی سے محبت کا ذکر ہے جسے یاد کر کے وہ ایک دوسری بچی کو بیٹی کی طرح چاہنے لگتا ہے۔ انسان کے دلی جذبات اور محبت کی خوبصورت عکاسی اس کہانی کی خصوصیت ہے۔

عملی سرگرمی:

☆ رابندر ناتھ ٹیگور کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر کے اُن کے بارے میں پانچ جملے لکھیے...

سبق..9

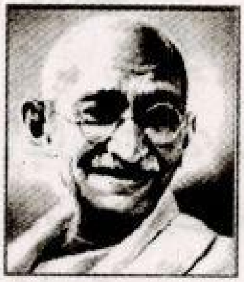

گاندھی جی

کاٹھیاواڑ ہندستان کے دکھن پچھم کا ایک علاقہ ہے اس میں پوربندر نامی مقام پر ایک ایسے شخص نے جنم لیا، جس نے ہندستان کی تاریخ بدل دی۔ان کا نام موہن داس کرم چند گاندھی تھا، جو آگے چل کر'' بابائے قوم''،مہاتما گاندھی کے نام سے مشہور ہوئے۔

گاندھی جی 2/اکتوبر 1869ء کو ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔انیس سال کی عمر میں وہ قانون پڑھنے لندن گئے اور 1891ء میں بیرسٹر ہو کر لوٹے۔اس زمانے میں جنوبی افریقہ میں بسنے والے ہندستانیوں کی بری حالت تھی۔ان کی بستیاں تک الگ اور خراب علاقوں میں تھیں۔وہ ریل گاڑیوں کے ڈبوں سے نکال دیئے جاتے تھے۔انہیں ووٹ دینے کا بھی حق نہ تھا۔غرض ان کے ساتھ ہر قسم کی بے انصافی کی جاتی تھی۔

گاندھی جی کو وہاں کے ایک ہندستانی نے ایک مقدمے کے سلسلے میں جنوبی افریقہ بلایا۔گاندھی جی وہاں پہنچے تو ہندستانیوں کے ساتھ ان زیادتیوں کا انہیں تجربہ ہوا۔انہوں نے اپنے ہم وطنوں کی پوری طرح سے مدد کرنے کا فیصلہ کیا۔وہ جنوبی افریقہ میں رہنے لگے اور ہندستانیوں کے ساتھ جو بے انصافیاں ہو رہی تھیں ان کے خلاف زبردست تحریک شروع کی اور اس کا نام انہوں نے ''ستیہ گرہ'' رکھا۔آخر کار جنوبی افریقہ کی سرکار کو مجبور ہو کر جھکنا پڑا اور اس کا رویہ ہندستانیوں کے ساتھ بہت کچھ سدھر گیا۔

1914ء میں پہلی جنگ عظیم چھڑ گئی۔گاندھی جی نے برٹش سرکار کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا اور ہندستان

واپس آ کر انہوں نے فوجی بھرتی میں حصہ لیا اور انگلستان بھی گئے۔ لڑائی جاری تھی کہ وہ ہندستان لوٹ آئے۔ جنوبی افریقہ میں اپنے کاموں کی وجہ سے گاندھی جی کی بڑی عزت کی جانے لگی تھی۔ وہ ہندستان لوٹے تو کانگریس کے بڑے لیڈروں میں گنے جانے لگے۔

پہلی جنگ عظیم کے زمانے میں برٹش سرکار نے ہندستانیوں سے سوراج دینے کا جو وعدہ کیا تھا وہ لڑائی ختم ہونے کے بعد پورا نہیں کیا بلکہ ایسے قانون بنائے جو ہندستانیوں کی رہی سہی آزادی کو کچلتے تھے۔ اس پر گاندھی جی نے برٹش سرکار کے خلاف بھی ستیاگرہ کرنے کی ٹھانی۔ وہ اب ملک کے سب سے بڑے لیڈر تھے۔ انہوں نے یہ ستیہ گرہ جلیان والا باغ کے قتل عام اور خلافت تحریک کی ہمدردی میں شروع کی۔ سارا ملک اس ستیا گرہ میں گاندھی جی کا ساتھ دینے کو تیار ہو گیا۔ ستیا گرہ شروع ہونے سے پہلے گاندھی جی نے ہندستانیوں کو بتایا کہ اس تحریک میں انہیں اہنسا کے اصولوں پر پورے طور پر چلنا ہوگا۔ ہندو، مسلمان، سکھ، پارسی سب ایکتا قائم رکھیں گے۔ برٹش سرکار سے کسی قسم کا تعاون نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے بدیسی مال کا بائیکاٹ کرنے کے لئے بھی کہا اور ہدایت کی کہ سب لوگ ہاتھ کا بنا ہوا کپڑا پہنیں اور چھوت چھات ختم کریں۔ گاندھی جی کی ان باتوں کا ملک کے لوگوں پر بڑا اثر ہوا۔ سارا ملک جاگ اٹھا، ہندستانیوں کے دل سے انگریزوں کا ڈر نکل گیا۔ اس تحریک میں تیس ہزار سے زیادہ ہندستانی جیلوں میں قید کیے گئے اور سینکڑوں نے اپنی جانوں کی قربانی دی۔

گاندھی جی نے 1930ء میں مکمل سوراج حاصل کرنے کے لئے نمک ستیا گرہ شروع کی۔ اس تحریک میں لگ بھگ ایک لاکھ ہندستانی جیل گئے۔ بہت سے شہروں میں لوگ گولیوں کا شکار ہوئے۔ آخر میں انگریز حکومت کو گاندھی جی سے سمجھوتا کرنا پڑا۔ برٹش سرکار نے ہندستانیوں کی مانگوں پر غور کرنے کے لئے لندن میں ایک کانفرنس بلائی جو ''گول میز کانفرنس'' کے نام سے مشہور ہے۔ گاندھی جی نے اس کانفرنس میں بھی ہندستان کی آزادی کی مانگ کی، مگر یہ مانگ پوری نہ ہوئی اور گاندھی جی نے ہندستان لوٹ کر آزادی کی تحریک شروع کر دی۔

اس کے بعد گاندھی جی نے ملک سے چھوا چھوت ختم کرنے اور جن لوگوں کو اچھوت کہا جاتا تھا انہیں

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

سماج میں ایک باعزت مقام دینے کے لئے ایک نئی تحریک شروع کی۔ انہوں نے اچھوتوں کو ''ہری جن'' کہنا شروع کیا۔ انہیں برابری کا درجہ دلانے کے لئے سارے ملک کا دورہ کیا۔ ہری جنوں کے لئے چندہ کیا اور ہری جنوں کو ان کا حق دلانے میں بڑی حد تک کامیابی حاصل کی۔

1939ء میں دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی۔ اس بار گاندھی جی نے یہ طے کیا کہ وہ برٹش سرکار کا ساتھ نہ دیں گے۔ انہوں نے ''انگریزو! ہندستان چھوڑو'' کا نعرہ بلند کیا۔ اس پر وہ اور کانگریس کے دوسرے لیڈر جیلوں میں بند کر دیئے گئے۔ سارے ملک میں انگریزوں کی حکومت کے خلاف پھر زبردست تحریک شروع ہو گئی۔ یہ 1942ء کی تحریک کے نام سے مشہور ہے۔ آخر میں برٹش سرکار کو گاندھی جی کی مانگ ماننی پڑی۔ 15/اگست 1947ء کو ہندستان آزاد ہو گیا۔ ملک میں ہندستانیوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ گاندھی جی نے آزادی کا جو خواب دیکھا تھا وہ پورا ہو گیا۔

گاندھی جی کی تعلیم تھی کہ ہندو مسلمان مل جل کر رہیں۔ سچائی سے کام لیا جائے لیکن ملک کے کچھ لوگوں کو گاندھی جی کی یہ باتیں پسند نہ تھیں۔ ایک شام وہ پرارتھنا سبھا میں جا رہے تھے کہ ایک ظالم نے گولی مار کر ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ یہ زبردست حادثہ دہلی میں 30/جنوری 1948ء کو پیش آیا۔ سارا ملک رنج اور غم میں ڈوب گیا۔ اور دنیا بھر میں ان کا سوگ منایا گیا۔ دہلی میں جمنا کے کنارے راج گھاٹ پر جہاں گاندھی جی کی آخری رسم ادا کی گئی، ان کی سمادھی بنا دی گئی۔ گاندھی جی نے ہندستان کی تاریخ بدل دی۔ انہوں نے سچائی اور اہنسا کے اصول پر چل کر ملک کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرایا۔ اسی لئے انہیں ''باپو'' یا ''بابائے قوم'' کہا جاتا ہے۔

☆ ماخوذ

مشق

معنی یاد کیجیے:

معزز — عزت والا، عزت دار

بیرسٹر — وہ وکیل جس نے وکالت کی ڈگری ولایت (انگلینڈ) سے حاصل کی ہو۔

تحریک — کسی مقصد کو حاصل کرنے کی اجتماعی کوشش

ستیہ گرہ — سچائی کو منوانے کے لئے پُر امن مظاہرہ

سوراج — اپنا راج، اپنی حکومت

تعاون — مدد

استقبال — خیر مقدم، تعظیم میں آگے بڑھنا

پرارتھنا سبھا — دعائیہ مجلس

سمادھی — عظیم ہستیوں کے وصال کے بعد بنائی گئی یادگار جسے مقبرہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ گاندھی جی کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

2۔ گاندھی جی نے جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کی مدد کیسے کی؟

3۔ گاندھی جی کی تحریک کا کیا فائدہ ہوا؟

4۔ گاندھی جی کو باپو یا بابائے قوم کیوں کہتے ہیں؟

اِن واحد الفاظ کے جمع لکھیے :

ہندستانی، تحریک، بستی، اُصول، ملک

اِن الفاظ کی ضِد لکھیے :

شروع، عزت، ہمدردی، دوری، اہنسا

اِن الفاظ سے جملے بنائیے :

ستیہ گرہ، جیل، کانفرنس، مقام، تحریک

غور کیجیے :

گاندھی جی نے جنوبی افریقہ سے انگریزوں کے خلاف تحریک شروع کی۔ انھوں نے سوراج کا نعرہ دیا۔ ستیہ گرہ شروع ہوئی۔ انگریزوں نے اس تحریک کو کچلنا چاہا، لیکن ناکام ہوئے۔ گاندھی جی نے نہ صرف ملک کو آزاد کرایا بلکہ چھوا چھوت کو بھی بہت حد تک دور کرنے کی کوشش کی۔

عملی سرگرمی :

گاندھی جی اور دوسرے لیڈروں کی تصویریں جمع کیجیے اور ان کے متعلق معلومات حاصل کیجیے۔

سرسری مطالعہ

جملہ آگے بڑھایئے

(لسانی کھیل)

مثال:

میں جاتا ہوں۔

میں **اسکول** جاتا ہوں۔

میں **روزانہ** اسکول جاتا ہوں۔

میں روزانہ **دس بجے** اسکول جاتا ہوں۔

میں روزانہ دس بجے **سائیکل سے** اسکول جاتا ہوں۔

میں روزانہ دس بجے سائیکل سے **اپنے دوستوں کے ساتھ** اسکول جاتا ہوں۔

میں روزانہ **ندی پار کر** دس بجے سائیکل سے اپنے دوستوں کے ساتھ اسکول جاتا ہوں۔

میں روزانہ ندی پار کر دس بجے سائیکل سے اپنے دوستوں کے ساتھ **اردو مڈل اسکول ڈ کی بیگھا** جاتا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ

☆ **اوپر دی ہوئی مثال دیکھ کر نیچے لکھے ہوئے جملوں کو بھی اسی طرح بڑھایئے:**

میں پڑھتا ہوں۔

میں کھاتا ہوں۔

میں کھیلتا ہوں۔

میں لکھتا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ

☆ **اساتذہ اس عملی سرگرمی (لسانی کھیل) کو روزانہ درجے میں نئے نئے جملوں کی مدد سے کرا سکتے ہیں۔**

سبق..10

کمپیوٹر

آپ نے شہر کے کسی دکاندار کے پاس ایک چھوٹا سا آلہ دیکھا ہوگا، جسے کیلکو لیٹر کہتے ہیں۔ یہ ایک سادہ مشین ہے۔ دکان دار اس کی مدد سے فوراً حساب کتاب کر لیتا ہے۔ اسے اب انگلیوں پر گننے یا کاغذ پنسل لے کر دیر تک حساب کرنے کی ضرورت نہیں۔ بس چیزوں کی مقدار دیکھی، نرخ دیکھا اور اس آلے میں ہندسوں کے بٹن دبا دیئے۔ ضرب اور جمع کے عمل خود بہ خود ہو گئے۔ ادھر گاہک نے مال سنبھالا نہیں کہ بل حاضر، اسی لئے اس کا نام کیلکو لیٹر یعنی حساب کرنے والا پڑ گیا۔ آج ہم آپ کو ایک ایسی مشین کے بارے میں بتائیں گے جو کیلکو لیٹر سے زیادہ پیچیدہ ہے۔ اس کا نام کمپیوٹر ہے۔ کمپیوٹر اس طرح کام کرتا ہے، جس طرح انسانی دماغ۔ انسانی دماغ تو کبھی کبھی غلطی بھی کر سکتا ہے، باتیں بھول بھی سکتا ہے لیکن کمپیوٹر سے اس طرح کی غلطی نہیں ہوتی۔

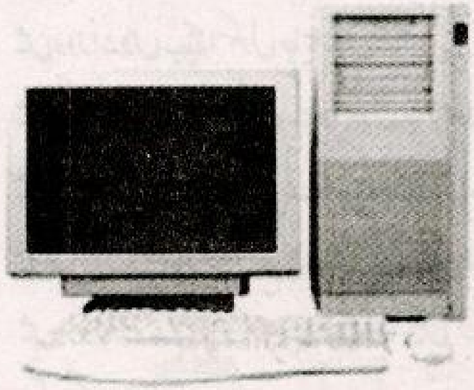

جس طرح انسانی دماغ معلومات کا خزانہ ہوتا ہے اسی طرح کمپیوٹر میں بھی ہر قسم کی معلومات جمع کر

سکتے ہیں۔اسے فیڈنگ (Feeding) کہتے ہیں۔آپ کمپیوٹر کومعلومات دے کر بھول جائیں لیکن اس میں وہ معلومات محفوظ رہتی ہیں۔ ان معلومات کو خاص مقصد کے لئے استعمال کے قابل بنانا پروگرامنگ (Programming) کہلاتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب کمپیوٹر کواس کام کی پوری معلومات حاصل ہوگئی ہیں اور وہ حسب ضرورت معلومات فراہم کرنے کے قابل ہوگیا ہے۔اب آپ اس کمپیوٹر کے ذریعے اس کام سے متعلق کوئی مسئلہ حل کرنا چاہیں تو وہ ایک ماہر کی طرح ان کا حل پیش کرسکتا ہے۔مثلاً اگر آپ اس میں موسم اور موسمیات کے اصول کی معلومات جمع کرتے ہیں تو کمپیوٹر موسم کے بارے میں پیشن گوئی کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔آپ چاہیں تو کمپیوٹر میں تاریخ، سائنس یا ریاضی کے اصول بھی جمع کرسکتے ہیں۔گویا وہ ان اصولوں سے ایک انسان کی طرح ''واقف'' ہو جاتا ہے، پھر یہی واقف کار کمپیوٹر ایک استاد کی طرح ان مضامین کو پڑھانے کے قابل ہوجاتا ہے۔

کمپیوٹر اب ہر جگہ استعمال ہونے لگا ہے۔ بینک ہو یا فیکٹری، تجربہ گاہ ہو یا لائبریری، اسپتال ہو یا تجارتی ادارہ ہر جگہ اس کی عمل داری نظر آتی ہے۔ بڑے پیمانے پر کام کرنے والی فیکٹریوں یا صنعت گھروں میں ایسے کمرے بھی ہوتے ہیں جہاں انسان کی جان کو خطرہ بھی لاحق ہوسکتا ہے۔ان کمروں میں انسان نما کمپیوٹر رکھ دیئے جاتے ہیں۔ ایسے انسان نما کمپیوٹر کو روبوٹ (Robot) کہتے ہیں۔آج کل خلائی پرواز والے راکٹ کی اڑان میں اور فضا کی معلومات حاصل کرنے میں بھی کمپیوٹر بہت مفید ثابت ہورہے ہیں۔

مطلع ابر آلود ہو اور ہر طرف کہرا چھایا ہوا ہو تو اڑتے ہوئے ہوائی جہاز کے پائلٹ کو وہ ہوائی پٹی صاف نظر نہیں آتی جہاں جہاز کو اتارنا ہے۔ایسے وقت میں کمپیوٹر رہنمائی کرتا ہے اور پائلٹ کے سامنے لگے ہوئے پردے پر ہوائی پٹی کا خاکہ بنادیتا ہے۔موسمیات کے دفتر میں کمپیوٹر کی مدد سے موسم کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ بڑے صنعتی گھرانوں میں کمپیوٹر ایک استاد کی طرح کاریگر کو ہدایت دیتے رہتے ہیں۔اتنا ہی نہیں اُس مشینی انسان کو شطرنج کے کھیل سے آگاہ کیا جائے تو ایک ماہر کھلاڑی کی طرح وہ شطرنج بھی کھیل سکتا ہے۔

اب ایسے کمپیوٹر بھی بن گئے ہیں جو نظمیں لکھ سکتے ہیں اور ساز بجاسکتے ہیں۔ بڑے اسپتالوں میں ایسے

کمپیوٹر نصب ہوتے ہیں، جو مرض کی دوا تجویز کرتے ہیں اور عمل جراحی میں ہدایت دے سکتے ہیں۔ شروع شروع میں جو کمپیوٹر بنائے گئے ان کی جسامت بہت زیادہ ہوتی تھی، لیکن پچھلی دو دہائیوں میں بہت ترقی ہوئی۔ وہی کمپیوٹر جو پہلے ایک کمرے میں سماتے تھے اب سمٹ کر اتنے چھوٹے، اتنے سبک ہو گئے ہیں کہ ایک ننھے بچے کی مٹھی میں سما سکتے ہیں لیکن تعجب یہ ہے کہ ان کے کام کرنے کی صلاحیت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔

کمپیوٹر کی حیرت انگیز ایجاد اور اس کی روز بروز بڑھتی ہوئی ترقی کی وجہ سے لوگ اس نئے دور کو کمپیوٹر کا دور کہنے لگے ہیں۔ اس ترقی کو دیکھ کر آدمی حیرت میں پڑ جاتا ہے کہ اس کی کیا انتہا ہوگی اور یہ سلسلہ کہاں جا کر رکے گا۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ ہی دنوں میں ہر گھر میں امی جان کی رسوئی کا کام کمپیوٹر ہی کر لیا کرے۔ وہی چولہا جلائے، وہی مکسر میں مسالہ تیار کر لے، وہی ہانڈی چڑھائے، مسالہ تیار ہوتے ہی مکسر آپ ہی آپ بند ہو جائے۔ کھانا پکتے ہی چولہا خود بہ خود بجھ جائے۔ ادھر ابا جان گھر میں داخل ہونا چاہیں اور دروازہ خود بہ خود کھل جائے۔ گھر میں کوئی نہ ہو تو کمپیوٹر خود ہی فون کے پیغام ٹیپ کرے۔ کمپیوٹر ہی گھر کی صفائی کرے، میلے کپڑے دھولیا کرے۔ وہ دن بھی آسکتا ہے جب دکانیں کھلی ہوں، دکان دار غائب ہوں اور گاہک کمپیوٹر کو بل ادا کرے۔ امی جان کسی کو پیسے ادھار دے کر بھول بھی جائیں تو کمپیوٹر صاحب انہیں یاد دلا دیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتا دیں کہ منّے کی اسکول فیس ادا کرنی ہے۔ اب تو ان میں سے بہت سی باتیں حقیقت میں ہونے بھی لگی ہیں۔

آپ نے دیکھا، کمپیوٹر کتنا کارآمد اور مفید ہے۔ سائنس کی اس تیز رفتار ترقی کو دیکھ کر بے اختیار اقبالؔ کا یہ شعر زبان پر آتا ہے:

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی؟

☆ ماخوذ

مشق

معنیٰ یاد کیجیے:

نصب کرنا	—	کسی جگہ پر لگانا، گاڑنا
جراحی	—	چیر پھاڑ، سرجری
کارآمد	—	کام آنے والا
مفید	—	فائدہ پہنچانے والا
عمل داری	—	حکومت
مَطلَع	—	چاند یا سورج کے نکلنے کی جگہ
جسامت	—	ڈیل ڈول
محوِ حیرت ہونا	—	حیرت میں ڈوب جانا

سوچیے اور بتائیے:

1۔ دکاندار کس مشین سے آج کل حساب کرتے ہیں؟

2۔ کمپیوٹر کون کون سے کام کرسکتا ہے؟

3۔ روبوٹ کیسا ہوتا ہے؟

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

دماغ، مشین خزانہ، آلہ، دفتر، موسم

مثال کے مطابق آپ نیچے لکھے جملوں کو پورا کیجیے! تا کہ زمانہ ظاہر ہو جائے

مثال:

آپ نے کمپیوٹر دیکھا ہے۔
آپ نے کمپیوٹر دیکھا تھا۔
آپ کمپیوٹر دیکھیں گے۔

(1) کمپیوٹر کا استعمال ہو رہا ہے۔ (2) انگلیوں پر گنتی گن رہا ہے۔
(3) شطرنج کھیل سکتا ہے۔ (4) کام کرتا ہے۔
(5) آج کمپیوٹر سب کی ضرورت ہے۔

زمانہ کی تین قسمیں ہیں: ماضی، حال، مستقبل

خالی جگہوں کو بھریئے:

دُکان دار دو لفظوں ''دکان'' اور ''دار'' سے مل کر بنا ہے اور اس کے معنی ہیں دکان والا۔ اسی طرح آپ بھی ''دار'' سے پہلے کوئی لفظ بڑھا کر تین بامعنی الفاظ بنایئے۔

1۔........دار 2۔..........دار 3۔...........دار

اِن سوالات کے جواب دیجیے:

1۔ ''کیلکولیٹر'' کس مشین کا نام ہے؟

2۔ کمپیوٹر سے گھر میں کیا کیا فائدے ہو سکتے ہیں؟

3۔ ''فیڈنگ'' کسے کہتے ہیں؟

خالی جگہوں کو دیئے ہوئے الفاظ سے بھریئے:

1۔ کمپیوٹر ہر قسم کی..............کا خزانہ ہے۔ (معلومات، تفریحات)

2۔ انسان نما...................کو روبوٹ کہتے ہیں۔ (کمپیوٹر، کیلکولیٹر)

3۔ محو حیرت ہوں کہ........کیا سے کیا ہو جائے گی۔ (دنیا۔ جہاں)

غور کیجیے:

آپ نے اس سبق میں پڑھا کہ کمپیوٹر بہت مفید اور کارآمد شئے ہے۔اس میں ہر قسم کی معلومات جمع کی جاسکتی ہیں اور اِس کی مدد سے دفتروں کارخانوں اور گھروں میں بڑے بڑے کام لئے جاسکتے ہیں۔ اس سے وقت کی بھی بہت بچت ہوتی ہے۔

عملی سرگرمی:

☆ کسی کمپیوٹر کے پاس بیٹھ کر استاد سے مزید معلومات حاصل کیجیے۔

سبق..11

کہنا بڑوں کا مانو

اے بھولے بھالے بچّو، کہنا بڑوں کا مانو
سَر پر بڑوں کا سایہ، سایہ خُدا کا جانو
حکم اُن کا ماننے میں برکت بڑی ہے جانو
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

ماں باپ اور استاد، سب ہیں تمہارے رحمت
ہے روک ٹوک ان کی، حق میں تمہارے رحمت
کڑوی نصیحتوں میں اُن کی، بھرا ہے امرت
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

ماں باپ کا عزیزو، مانا نہ جس نے کہنا
دشوار ہے جہاں میں عزّت سے اُس کا رہنا
ڈر ہے، پڑے نہ صدمہ ذلّت کا اس کو سہنا
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

دُنیا میں کی جنھوں نے ماں باپ کی اطاعت
دُنیا میں پائی عزّت، عقبیٰ میں پائی راحت
ماں باپ کی اطاعت، ہے دو جہاں کی دولت
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

سیکھوگے علم وحکمت، اُن کی ہدایتوں سے
پاؤگے مال و دولت، اُن کی نصیحتوں سے
پھولوگے اور پھلوگے اُن کی ملامتوں سے
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

تم کو خبر نہیں کچھ اپنے بُرے بھلے کی
جتنی ہے عمر چھوٹی، اتنی ہے عقل چھوٹی
ہے بہتری اسی میں جو ہے بڑوں کی مرضی
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

☆الطاف حسین حالیؔ

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

مشق

معنی یاد کیجیے:

رحمت — مہربانی

اَمرت — ایسی چیز جس کو پی کر آدمی ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔

نصیحت — اچھی باتیں، نیک باتیں

عزیز — پیارا

دشوار — مشکل

صدمہ — غم، ملال

ذِلّت — بے عزتی، رسوائی

اطاعت — فرماں برداری

راحت — آرام

عقبیٰ — آخرت

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ ''سر پر بڑوں کا سایہ، سایہ خدا کا جانو'' کا کیا مطلب ہے؟

2۔ ماں باپ کا کہنا نہ ماننے سے کیا سہنا پڑتا ہے؟

3۔ ماں باپ کی اطاعت سے دونوں جہاں میں کیا ملتا ہے؟

4۔ بڑوں کا کہنا ماننے سے کیا کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟

خالی جگہوں کو دیئے ہوئے الفاظ سے بھریئے:

1۔ ماں، باپ اور استاد سب خدا کی.......... ہیں۔(رحمت، زحمت)

2۔ بڑوں کا حکم ماننے میں بڑی.......... ہے۔(برکت، امرت)

3۔ اگر بڑائی چاہتے ہوتو.......... کا کہنا مانو۔(چھوٹوں، بڑوں)

4۔ ماں باپ کی.......... کرنی چاہئے۔(اطاعت، ملامت)

اِن الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

سایہ، نصیحت، ذلت، راحت، صدمہ

دیئے ہوئے واحد الفاظ سے جمع بنایئے:

بچہ، حکم، رحمت، نصیحت، دشوار

اِن الفاظ کی ضِد لکھیے:

عزت، دنیا، صدمہ، دشوار، بڑے

مصرعوں کو مکمل کیجیے:

☆ حکم ان کا ماننے میں.......... بڑی ہے جانو

☆ کڑوی نصیحتوں میں اُن کی، بھرا ہے..........

☆ دشوار ہے جہاں میں.......... سے اُس کا رہنا

☆ ماں باپ کی.........، ہے دو جہاں کی دولت

غور کیجیے:

آپ نے اس نظم میں پڑھا کہ بڑے بزرگوں کا سایہ اور اُن کی ہدایت سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ وہی بچے دنیا میں کامیاب ہوتے ہیں جو ماں باپ اور استاد کی عزت کرتے اور اُن کا کہنا مانتے ہیں۔

عملی سرگرمی:

☆ اِس نظم کو زبانی یاد کیجیے اور درجے میں اپنے دوستوں کو سنائیے!

سبق..12

نینی تال

ہندستان کے پہاڑی مقامات میں ریاست اُترانچل کا نینی تال آب وہوا اور خوب صورتی کے لحاظ سے خاص حیثیت رکھتا ہے اور ہم اِس کو دنیا کے بہترین پہاڑی مقامات کے مقابلے میں لا سکتے ہیں۔ یہاں کی بہترین، صحت بخش اور خوشگوار آب وہوا، حیرت انگیز مناظر، تفریح گاہیں اور آمد و رفت کی سہولتیں لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔

نینی تال، کاٹھ گودام اسٹیشن سے بائیس میل کے فاصلے پر واقع ہے جہاں دہلی، رامپور، لکھنؤ، بریلی، آگرہ اور کولکاتا سے سیدھی ٹرینیں آتی ہیں۔ کاٹھ گودام سے نینی تال جانے کے لئے بسیں ملتی ہیں، جو پہاڑی سڑک کو پار کرتی ہوئی نینی تال پہنچتی ہیں۔ اِس سڑک کا شمار دنیا کی بہترین سڑکوں میں ہوتا ہے۔ یہ سڑک پہاڑوں کو کاٹ کر اس طرح بنائی گئی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سانپ

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

لہراتا ہوا نیچے سے اوپر چڑھتا چلا جاتا ہے۔

نینی تال کی دریافت 1841ء میں پی بیرن نامی ایک تاجر نے کی تھی، جو یوپی کے شاہ جہاں پور ضلع میں تجارت کرتا تھا۔ شروع میں نینی تال کے پہاڑوں پر درختوں کا ایک وسیع جنگل تھا۔ 1843ء سے یہاں لوگ آکر رہنے لگے اور رفتہ رفتہ مکانوں کی تعمیر شروع ہوئی۔

یہاں دو پہاڑ ہیں، جن کے درمیان خوبصورت سا تالاب ہے، جس کو ایک میل لمبی سڑک مال روڈ، چاروں طرف سے گھیرے ہوئی ہے۔ تالاب کے جنوب میں واقع پہاڑ کا نام ''ایار پھاٹا'' ہے اور شمالی سَمت کے پہاڑ کو ''چینا'' کہتے ہیں۔ چینا کی چوٹی تفریح کی خاص جگہ ہے۔ یہاں مَطلع صاف ہونے پر، ہمالیہ کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں صاف نظر آتی ہیں۔ نینی تال سے صرف سات میل کی دوری پر ''بھوالی'' واقع ہے۔ جس کی اونچائی سطح سمندر سے 5600 فٹ بلند ہے۔ ''بھوالی'' تپ دق کی سَینی ٹورِیَم کے لئے مشہور ہے اور پورے شمالی ہندستان میں تپ دق کے علاج کی سب سے موزوں جگہ ہے۔ یہاں سے ہمالیہ کے بہترین اور مشہور پھلوں کی بھی برآمدگی ہوتی ہے۔ بھوالی کے قریب ہی ''گھوڑا کھال'' کا مشہور فوجی اسکول بھی ہے۔

کاٹھ گودام سے تیس میل دور اور نینی تال سے چودہ میل کے فاصلے پر خوبصورت جھیل ''بھیم تال'' ہے، جو نینی تال کی خوبصورت پہاڑی جھیلوں میں دوسرے نمبر پر ہے۔ یہاں سے ڈھائی میل کی دوری پر ''نوکونوں کا تال'' ہے، لوٹس اور سرخ آبی للی کے پھولوں سے گھرا رہتا ہے اور مچھلی کے شکار کی بہترین جگہ ہے۔

نینی تال سے گیارہ میل اور بھیم تال سے دو میل کی دوری پر سات خوب صورت جھیلیں ہیں، جن کو عموماً تال کہتے ہیں۔ ان میں سے نل دمینتی تال، رام تال، لکشمی تال اور سُکھ تال زیادہ مشہور ہیں۔

نینی تال جون، ستمبر اور اکتوبر میں سیاحوں سے بھر جاتا ہے اس کے بعد یہاں سے لوگوں کے چلے جانے پر ایک دم اجاڑ سا ہو جاتا ہے۔ یہاں دو بازار بھی ہیں مَلّی تال اور تلّی تال۔ مَلّی تال کی دکانیں انگریزی طرز کی ہیں اور تلّی تال جو بس اسٹینڈ کے پاس ہے چھوٹا ہے اور یہاں ترکاری گوشت اور اناج وغیرہ کی دکانیں ہیں۔

اگر آپ نینی تال محض تفریح کیلئے جائیں تو یقیناً آپ کی تفریح کا کافی سامان وہاں موجود ہے۔ جھیل کے کنارے میونسپل لائبریری ہے، جو آپ کو عمدہ عمدہ کتابیں فراہم کرتی ہے۔ جھیل کی کشتیوں پر بیٹھ کر ان کو اِدھر اُدھر دوڑانا اور جھیل میں تیرنا ایک خاص تفریح ہے۔ جھیل کی چاروں طرف سڑک پر گھوڑے کی سواری ایک خاص لطف دیتی ہے۔ جھیل ہی سے متصل ''فلیٹ'' نام کا ایک چھوٹا سا میدان نینی تال کا ایک خاص مقام ہے جہاں کھیل کود سے دلچسپی رکھنے والے شام کو اکٹھا ہوتے ہیں۔ یہاں ہر روز ہاکی، فٹ بال وغیرہ کے میچ ہوا کرتے ہیں۔ زیادہ تر لوگ نینی تال میں ٹینس کھیلنا پسند کرتے ہیں۔

نینی تال اپنی دل کشی اور خوب صورتی کے اعتبار سے ایک خاص حیثیت رکھتا ہے اور ہندستان کا کوئی بھی پہاڑی مقام اِس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اسی لئے نینی تال کو ''پہاڑوں کی ملکہ'' کہا جاتا ہے۔

☆ ماخوذ

مشق

معنی یاد کیجیے:

مقام	—	جگہ
منظر	—	سماں
ملکہ	—	رانی
سیّاح	—	جگہ جگہ کی سیر کرنے والا
حیثیت	—	رُتبہ، مرتبہ
برآمد ہونا	—	باہر آنا، مال کی نکاسی
دریافت کرنا	—	پتہ چلانا، ڈھونڈنا
شمار	—	گنتی
موزوں	—	مناسب
تاجر	—	تجارت کرنے والا

سوچیے اور جواب بتایئے:

1۔ نینی تال کیوں مشہور ہے؟

2۔ نینی تال کو پہاڑوں کی ملکہ کیوں کہا جاتا ہے؟

3۔ نینی تال کی آب وہوا خوش گوار کیوں ہے؟

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

تفریح، مقام، تجارت، آب وہوا، آمدورفت،

دیئے ہوئے الفاظ سے جمع بنایئے:

فاصلہ، تاجر، تفریح، پہاڑی، مقام، مقابلہ

ان سوالات کے جواب دیجیے:

1۔ نینی تال کی دریافت کس نے کی تھی؟

2۔ نینی تال کن کن مہینوں میں سیاحوں سے بھرا رہتا ہے؟

3۔ نینی تال کس ریاست میں ہے؟

4۔ ''بھوالی'' نینی تال سے کتنی دوری پر واقع ہے؟

خالی جگہوں کو دیئے ہوئے الفاظ سے بھریئے:

۱۔ نینی تال کاٹھ گودام سے .... میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

(بائیس، پچیس)

۲۔ نینی تال جون، ستمبر اور اکتوبر میں .... سے بھر جاتا ہے۔

(سیاحوں، انسانوں)

۳۔ زیادہ تر لوگ نینی تال میں .... کھیلنا پسند کرتے ہیں۔

(کرکٹ، ٹینس)

۴۔ ہم اس کو دنیا کے بہترین .... کے مقابلے میں لاسکتے ہیں۔

(مقامات، خیالات)

غور کیجیے:

آپ نے اِس سبق میں ہندستان کے ایک خوبصورت پہاڑی مقام کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ پہاڑی مقام صرف تفریح کے لئے ہی اہم نہیں ہوتے ہیں بلکہ یہاں کی آب وہوا صحت بخش اور خوش گوار بھی ہوتی ہے۔ نینی تال بہترین پھولوں، سینی ٹوریم اور فوجی اسکول کے لئے بھی مشہور ہے۔

عملی سرگرمی:

☆ اگر آپ نے کسی پہاڑی مقام کی سیر کی ہو تو اس کا حال دس سطروں میں لکھئے اور اگر نہیں گئے ہیں تو اپنے استاد/ والد یا گھر کے کسی بڑے آدمی سے کسی پہاڑی مقام کا حال معلوم کر کے لکھیے!

سبق..13

کنجوس کی کہانی

راجستھان میں کسی زمانے میں ایک بڑا کنجوس تھا۔اس کی زندگی کا واحِد مقصد دولت جمع کرنا تھا۔اس کے لئے وہ سب کچھ کرنے پر تیار رہتا۔

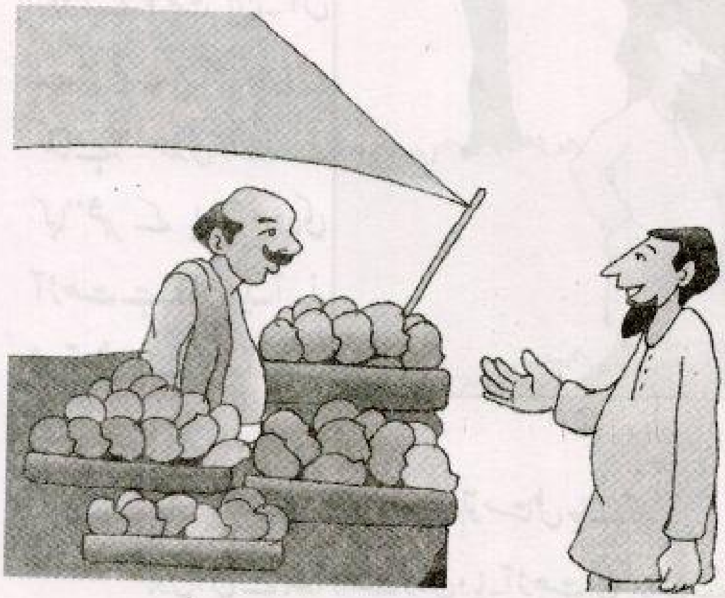

بہار کا موسم تھا۔ آم درختوں پر افراط سے آئے ہوئے تھے۔ایک دن کنجوس کی بیوی نے ایک آم کی فرمائش کردی۔ وہ کنجوس آم پر پیسہ خرچ کرنا نہیں چاہتا تھا۔لیکن بیوی کو مطمئن کرنا ضروری تھا۔چنانچہ کہیں سے مفت میں ایک آم ہتھیا لینے کے خیال سے وہ ایک قریبی دکان پر گیا۔دکاندار نے بتایا۔ایک آم چار آنے میں ملے گا۔" یہ سن کر کنجوس تقریباً بے ہوش ہوتے ہوتے بچا اور ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔"چار آنے! یہ تو بہت زیادہ ہیں۔کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں اس سے کم دام پر آم

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

مل سکے؟" دکاندار نے کہا" سڑک پر آم کی ایک بڑی سی دکان ہے وہاں ایک آم تین آنے میں مل سکتا ہے۔"

یہ سن کر کنجوس بہت خوش ہوا اور سڑک پر آم کی اُس بڑی دکان پر پہنچا۔ دکاندار سے ایک آم کی قیمت پوچھی۔ اس نے بتایا۔" ایک آم تین آنے میں ملے گا۔!" تین آنے کا ایک آم سن کر کنجوس کو پسینہ آ گیا۔ اُس نے کہا" دو آنے میں دو گے؟" دکاندار نے کہا" اگر تم منڈی جاؤ تو وہاں دو آنے کا ایک آم مل جائے گا۔ مگر منڈی یہاں سے چار میل دور ہے!" کنجوس بولا۔" چار میل دور ہے تو کیا ہوا؟۔ ایک آنہ تو بچ جائے گا۔" اور کنجوس منڈی چل دیا۔ وہاں پہنچ کر آم کے دام پوچھے۔ منڈی والے نے کہا" دو آنے۔" کنجوس نے کہا" دو آنے تو بہت ہیں۔ اس سے کم قیمت پر آم کہاں مل سکتا ہے؟" منڈی والے نے کہا" شہر کے باہر آموں کی آڑھت ہے۔ وہاں ایک آنے میں آم مل جائے گا مگر آڑھت یہاں سے ۱۲ میل دور ہے۔

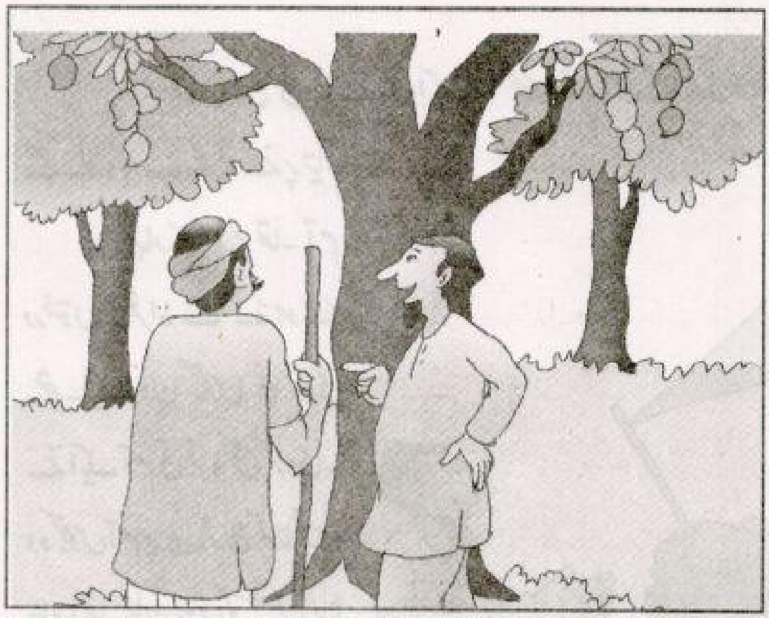

" کنجوس نے کہا۔" ۱۲ میل دور ہے تو کیا ہوا آم تو سستا مل جائے گا۔"

کنجوس اس کے بعد آڑھت کو چل دیا۔ آڑھت پہنچ کر اس نے آڑھتیے سے آم کے دام پوچھے۔ اس نے کہا" ایک آنہ" کنجوس بولا۔" ایک آم کا ایک آنہ تو بہت ہے۔ اس سے سستا آم نہیں مل سکتا؟" —— آڑھتیے نے کہا" یہاں سے چھ میل پر ایک آم کا باغ ہے۔ وہاں شاید دو ہی پیسے میں آم مل جائے۔"

کنجوس یہ سنتے ہی چل دیا۔ باغ میں پہنچ کر اس نے پوچھا" ایک آم کتنے کا بیچو گے؟" باغ والے

نے کہا دو پیسے میں ۔'' دو پیسے کا نام سن کر کنجوس نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے پوچھا۔''ایک آم مفت میں نہیں مل سکتا۔''

باغباں نے کہا''مل کیوں نہیں سکتا۔! اگر آم کے درخت پر چڑھ کر سو آم توڑ دو، تو ایک بہت اچھا میاں اپنی پسند کا آم تم مفت میں لے سکتے ہو۔''----یہ سن کر کنجوس بہت خوش ہوا۔فوراً ایک سب سے بڑے درخت پر چڑھ گیا اور کوشش کرنے لگا پہلے ہی ایک بہت ہی کوشش بڑا اور عمدہ سا آم توڑ کر اپنی جیب میں رکھ لیا پھر اس کے بعد جلدی سے سو آم توڑ لینے کے لئے وہ درخت کی پھنگی تک پہنچنے کی کوشش میں وہ سنبھل نہ سکا اور گرنے کو نے ہی کو تھا کہ خوش قسمتی سے آم کی ایک شاخ ہاتھ آ گئی۔ جسے اس نے سختی سے پکڑ لیا۔ لٹکتے میں نیچے جو دیکھا تو گہری دلدل، جس میں گرے تو دھنس کر ختم ہو جائے۔اس مصیبت سے بچنے کے لئے خدا سے دعاء مانگنے لگا۔

تھوڑی دیر میں ایک آدمی ہاتھی پر باغ سے گزرا۔ وہ مدد کے لئے چلایا۔ ہاتھی والا قریب آیا تو اس نے چلا کر کہا۔''اگر تم اپنا ہاتھی میرے نیچے لا کر مجھے اس پر اتار لو تو میں تمہیں سو روپے دوں گا۔ یہ سن کر اس آدمی نے ہاتھی کو اس کنجوس کے نیچے کھڑا کیا اور اسے ہاتھی پر اتارنے کے لئے اس کے دونوں پاؤں پکڑ لئے۔ اچانک ہاتھی آگے بڑھ گیا۔ ہاتھی پھر کیا تھا، والا کنجوس کے پیر پکڑے پکڑے لٹکنے لگا۔

اب دونوں خدا سے اس مصیبت سے نجات دلانے کی دعاء مانگنے لگے۔

کچھ دیر بعد باغ سے ایک اونٹ والا گزرا۔ دونوں چلائے۔''اونٹ والے! خدا کے لئے ہمیں اپنے اونٹ پر اتار لو، ہم دونوں تمہیں سو، سو روپے دیں گے! اونٹ والا دونوں کو اتارنے کے لئے دوسرے آدمی کے دونوں پاؤں پکڑ لئے۔ اچانک اونٹ آگے بڑھ گیا۔ اب تین آدمی موت و زیست کی کشمکش میں خطرناک دلدل کے اوپر خدا سے مدد کی دعاء مانگ رہے تھے۔

اتنے میں ایک گھوڑ سوار باغ سے گزرا۔ تینوں مدد کے لئے چلائے'' خدا کے لئے ہمیں اپنے گھوڑے پر سے اتار لو، ہم تینوں تمہیں سو سو روپے دیں گے۔'' یہ سن کر سوار گھوڑے کو تینوں کے نیچے لایا اور تیسرے آدمی کو

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

پہلے اتارنے کے لئے اُس کے دونوں پاؤں پکڑ لئے۔ گھوڑا اچانک آگے بڑھ گیا۔ اب چار آدمی ایک دوسرے کو کس کے پکڑے ہوئے لٹکنے لگے۔ پر سب سے اوپر کنجوس تھا جس کا سب سے پتلا ہاتھ تھا۔ تینوں کنجوس کو اس بات کی تاکید کر رہے تھے کہ وہ آم کی ڈال کو خوب کس کے پکڑے رہے۔ اگر اس کا ہاتھ چھوٹا تو چاروں دلدل میں آکر ختم ہو جائیں گے۔

اتنے میں ایک گدھے والا اُدھر سے گزرا۔ چاروں مدد کے لئے چلائے۔ اور سب سو سو روپے گدھے پر اتارنے کے لئے دینے کا وعدہ کرنے لگے۔ گدھے والا پڑھا لکھا نہ تھا۔ اس لئے اس کی "ارتھمیٹک" بہت کمزور تھی۔ مگر وہ جاننا چاہتا تھا کہ ان چاروں کو اتارنے کے بدلے اسے کتنا روپیہ ملے گا؟"

اس نے چلا کر کنجوس سے پوچھا۔

"آخر کتنا روپیہ ملے گا۔؟"

کنجوس نے جلدی سے دونوں ہاتھ پھیلا کر سے بتایا کہ اتنا بہت سا! کھلتے ہی چاروں گر کر دلدل میں دھنسنے لگے یہ دیکھ گدھے والا ان کی طرف جلدی سے رسا پھینک کر انہیں بچانے کی کوشش کرنے لگا۔

☆ ماخوذ

مشق

معنیٰ یاد کیجیے:

افراط	—	زیادہ
قیمت	—	دام
آڑھت	—	تھوک کاروبار کی جگہ
باغبان	—	باغ کا رکھوالا
عمدہ	—	اچھا، بہترین
شاخ	—	ڈالی
نجات	—	چھٹکارا
زیست	—	زندگی
پھنگی	—	درخت کا سب سے اُوپری حصّہ

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ آم کی فرمائش کس نے کی؟

2۔ کنجوس کہاں کا رہنے والا تھا؟

3۔ آم کی آڑھت کہاں تھی؟

4۔ کنجوس پیڑ پر کیسے لٹک گیا؟

5۔ آخر کنجوس کو کیا سزا ملی؟

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

درخت، عمدہ، کنجوس، مدد، مصیبت

ان الفاظ کی ضِد لکھیے:

نزدیک، نیچے، سخی، پتلا، کمزور

واحد الفاظ سے جمع بنائیے:

روپیہ، دعا، آم، باغ، شاخ

غور کیجیے:

بخالت اور کنجوسی انسان کو مصیبت میں ڈال دیتی ہے۔ بخیل آدمی پیسے بچانے کے چکر میں اپنی جان کی بھی پروانہیں کرتا۔ وہ اپنی بخالت سے دوسروں کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔اس لئے اس عیب سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔

عملی سرگرمی:

☆ کنجوسی بُری عادت ہے، اس سے بچنا چاہئے۔ کنجوسی کے کیا کیا نقصانات ہیں، معلوم کیجئے!

سبق..14

غزل

ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے دُکھ کی دوا کرے کوئی

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

نہ سنو گر بُرا کہے کوئی
نہ کہو گر بُرا کرے کوئی

روک لو گر غلط چلے کوئی
بخش دو گر خطا کرے کوئی

کون ہے جونہیں ہے حاجت مند
کس کی حاجت روا کرے کوئی

جب توقع ہی اُٹھ گئی غالبؔ
کیوں کسی کا گِلہ کرے کوئی

☆مرزا اسداللہ خاں غالبؔ

مشق

معنی یاد کیجیے:

ابن	—	بیٹا
ابن مریم	—	مریم کے بیٹے مراد ہے حضرت عیسیٰؑ
دُکھ	—	تکلیف
جنوں	—	پاگل پن
بخشنا	—	معاف کرنا
حاجت مند	—	ضرورت مند
رہنما	—	راستہ دکھانے والا
گلہ	—	شکایت
توقع	—	اُمید

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ ابن مریم کس کی طرف اشارہ ہے؟

2۔ شاعر نے کس کی بات سننے سے منع کیا ہے؟

3۔ شاعر نے کس کو بُرا نہ کہنے کی بات کہی ہے؟

4۔ کوئی غلط کرے تو اُسے کیا کرنا چاہیے؟

خالی جگہوں کو دیے گئے الفاظ سے پُر کیجیے:

1۔ میرے .... کی دوا کرے کوئی۔ (دُکھ، سکھ)

2۔ بات پر واں زبان .... ہے۔ (کٹتی، ڈرتی)

3۔ کچھ نہ سمجھے .... کرے کوئی۔ (جُدا، خدا)

4۔ .... لوگر غلط چلے کوئی۔ (ٹوک، روک)

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

دوا، زبان، بُرا، خطا، حاجت، رہنما

مصرعوں کو مکمل کیجیے:

1۔ روک لوگر............. چلے کوئی۔

2۔ .... دو گر خطا کرے کوئی۔

3۔ کون ہے جو نہیں ہے ....۔

4۔ کس کی حاجت............ کرے کوئی۔

جواب لکھیے:

1۔ جب توقع ہی اٹھ گئی غالبؔ
کیوں کسی کا گِلہ کرے کوئی
اس شعر میں غالبؔ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

2۔ غلط راہ پر چلنے والے کے ساتھ کیا کرنا چاہیے؟

غور کیجیے:

مرزا غالب اردو کے بڑے شاعر ہیں۔ انہوں نے کچھ غزلیں مختصر بحروں اور آسان زبان میں بھی کہی ہیں، ایسی ہی ایک غزل آپ نے پڑھی۔ اس میں شاعر نے کچھ اشعار ایسے کہے ہیں جن سے برائی سے بچنے اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے کا سبق ملتا ہے۔

عملی سرگرمی:

☆ شعر چار اور پانچ کا مطلب اپنے اُستاد سے معلوم کرکے ان اشعار کو یاد کیجیے!

سبق..15

دہلی کی جامع مسجد

دہلی کی جامع مسجد، ہندستان ہی نہیں، دوسرے ملکوں میں بھی مشہور ہے۔ دور دور سے لوگ اِسے دیکھنے آتے ہیں اور پرانے زمانے کے لوگوں کی کاری گری دیکھ کر دنگ رہ جاتے ہیں۔ یہ مسجد بہت بڑی اور بہت لمبی چوڑی ہے، لیکن مسجد کا دالان، اِس کے مینار، اِس کے گنبد، اِس کے پھاٹک سب کا کچھ ایسا جوڑ ملا ہوا ہے کہ ذرا دور سے دیکھیں تو ساری مسجد ایک خوب صورت کھلونا معلوم ہوتی ہے۔

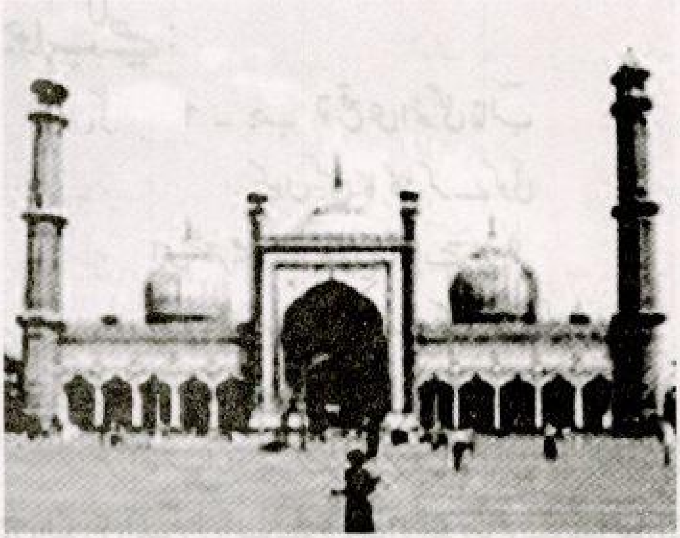

اب سے کوئی تین سو سال پہلے دہلی میں شاہ جہاں کی حکومت تھی۔ اس مغل بادشاہ کو اچھی اچھی عمارتیں بنوانے کا بڑا شوق تھا۔ دہلی کی جامع مسجد اسی بادشاہ نے بنوائی ہے۔ شاہ جہاں کے ایک وزیر تھے، سعد اللہ خاں اور ایک خانساماں تھے فضل خاں۔ مغل بادشاہوں کے زمانے میں یہ بہت بڑا عہدہ تھا۔ اصل میں یہ لفظ خانِ ساماں تھا۔ اس زمانے میں خانِ ساماں بادشاہ کے خاص کاموں کا انتظام کرتا تھا۔ یہ مسجد انہی دونوں شخاص کی نگرانی میں بنی تھی۔ پہلے اس جگہ

ایک چھوٹی سی پہاڑی تھی۔ جسے ''بھوجلا پہاڑی'' کہتے تھے۔ بادشاہ نے اِسی جگہ کو مسجد کے لئے پسند کیا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ چھ ہزار راج مستری، بیل دار، مزدور، سنگ تراش وغیرہ چھ برس تک روزانہ اس کے بنانے میں لگے رہے، اور لاکھوں روپے اُن کی مزدوری پر خرچ ہوئے۔ ہر قسم کا پتھر بہت سے راجاؤں اور نوابوں نے بادشاہ کو پیش کیا تھا۔ مسجد میں زیادہ تر لال پتھر لگا ہے۔

کہتے ہیں کہ جب مسجد بن کر تیار ہوئی تو عید بالکل قریب تھی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم عید کی نماز یہیں پڑھیں گے۔ اِس پر وزیر بہت گھبرائے کیوں کہ ہزاروں من ملبہ پڑا ہوا تھا۔ بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا تو حکم دے دیا کہ جو چیز جس کے ہاتھ لگے اُٹھالے جائے۔ پھر کیا تھا۔ چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور دیکھتے دیکھتے سارا ملبہ اٹھ گیا۔ مسجد صاف ہوگئی۔ پھر سارے شہر نے اپنے بادشاہ کے ساتھ اس مسجد میں عید کی نماز پڑھی اور خوب خوشیاں منائیں۔

جامع مسجد نہایت خوب صورت عمارت ہے، لیکن اِس کی خوب صورتی اِس وجہ سے اور زیادہ بڑھ گئی ہے کہ اس کی کرسی بہت اونچی ہے۔ کرسی کی اونچائی کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ مسجد کے پورب، دکھن اور اُتر کی طرف ایک ایک بڑا پھاٹک ہے اور اِس پھاٹک تک پہنچنے کے لئے تیس چالیس سیڑھیاں چڑھنی پڑتی ہیں۔ یہ سیڑھیاں بہت لمبی اور کافی چوڑی ہیں۔ سب سیڑھیاں مل کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑا بھاری چبوترا بنا ہوا ہے۔ اندر مسجد کا صحن بہت وسیع ہے اور اس کے بیچوں بیچ وضو، کرنے کے لئے بڑا حوض بنا ہوا ہے۔ سامنے تو مسجد کا اصل دُہرا دالان ہے اور باقی تین طرف اکہرے دالان ہیں۔ ان دالانوں کے بیچ میں تینوں طرف تین بڑے بڑے پھاٹک ہیں، جن کی عمارت بھی بہت خوب صورت ہے۔ مشرقی پھاٹک کا رُخ لال قلعے کی طرف ہے۔ اِسی پھاٹک سے بادشاہ داخل ہوتے تھے۔

مسجد کے اصل دالان کی چھت بہت اونچی ہے اور محرابیں خوب بڑی بڑی ہیں۔ اندر کا فرش سفید پتھر کا ہے اور کالے پتھر سے مُصلی کے نقشے بنائے گئے ہیں۔ بس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑے خوبصورت ریشمی مُصلّے بچھے ہوئے ہیں۔ خاص دالان کے اوپر تین بڑے نارنگی کی شکل کے گنبد ہیں اور ان کی بناوٹ کمرک۔ کمرکھ کی طرح

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

ہے۔ اِن میں ایک پٹی لال پتھر کی اور ایک کالے پتھر کی ہے، اور سنہرے کلَس ہیں، جن سے یہ گنبد اور بھی خوب صورت معلوم ہوتے ہیں۔ دالان کے دونوں طرف دو بڑے اونچے مینار ہیں۔ یہ بھی لال پتھر کے ہیں اور اُن میں سفید پتھر کی کھڑی کھڑی پٹیاں پڑی ہیں۔ اِن میناروں کے اندر چکّر دار زینہ ہے۔ بہت سے لوگ میناروں پر چڑھ کر شہر دہلی کا نظارہ کرتے ہیں۔ ہر مینار کی تین منزلیں ہیں اور ہر منزل کے چاروں طرف کھلا ہوا برآمدہ ہے اور سب سے اوپر بارہ در کی بُرجی ہے۔ دالان کی محرابوں کے سفید پتھر پر سیاہ پتھر کے حرفوں سے کچھ اچھی اچھی عبارتیں اور قرآن شریف کی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔

جمعۃ الوداع اور عیدین پر دور دور کے شہروں سے ہزاروں آدمی یہاں نماز پڑھنے آتے ہیں۔ مسجد، دالان، صحن، سیڑھیاں سب کھچا کھچ بھر جاتی ہیں اور باہر دور تک میدان میں آدمی ہی آدمی نظر آتے ہیں۔ راستہ بند ہو جاتا ہے۔ سڑکوں پر، دکانوں پر، غرض کہ آس پاس کی زمین کے چپّے چپّے پر لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ امام صاحب کی آواز سب نمازیوں تک پہنچانے کے لئے پہلے بیسیوں مکبّر کھڑے ہوتے تھے، اب لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے امام صاحب کی آواز دور دور تک پہنچتی ہے۔ سچ پوچھو اُن دنوں میں جامع مسجد کا منظر دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔

☆ ماخوذ

مشق

معنی یاد کیجیے:

جامع مسجد	—	وہ مسجد جس میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے
سنگ تراش	—	پتھروں کو چھیلنے اور کانٹ چھانٹ کرنے والا
محراب	—	وہ کمان جیسی جگہ جہاں امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے گول دروازہ
مصلّٰی	—	جائے نماز، نماز پڑھنے کی چٹائی
کلَس	—	وہ سنہری کلغی جو گنبدوں پر لگی ہوتی ہے
بُرجی	—	چھوٹا گنبد
مکبّر	—	تکبیر کہنے والا۔ اللہ اکبر کہنے والا
کمرک	—	کمرکھ، ایک کھٹا پھل جس کی چار پھانکیں ہوتی ہیں
عیدین	—	دو عیدیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ)

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ مسجد کس لئے بنائی جاتی ہے؟

2۔ عام مسجد اور جامع مسجد میں کیا فرق ہے؟

3۔ مسجد میں امام اور موذن کس لئے ہوتے ہیں؟

اِن الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

حوض مصلّٰی کرسی راج مستری صحن

دیئے ہوئے الفاظ سے جمع بنائیے:

مسجد، ملک، عمارت، کتاب، خوشی

اِن سوالات کے جواب دیجیے:

1۔ دہلی کی جامع مسجد کس بادشاہ نے بنوائی؟

2۔ اِس مسجد کی تعمیر میں کتنا وقت لگا؟

3۔ اس کی تعمیر میں روزانہ کتنے لوگ کام کرتے تھے؟

خالی جگہوں کو دیئے گئے الفاظ سے بھریئے:

1۔ دہلی کی جامع مسجد ایک........عمارت ہے۔(تاریخی، نئی)

2۔ مسجد میں زیادہ تر.............پتھر لگا ہے۔(لال، ہرا)

3۔ دور تک میدان میں.........نظر آتے ہیں۔(آدمی ہی آدمی، لوگ ہی لوگ)

4۔ دکھن، اُتر، پورب.........(پچھم، مغرب)

5۔ مشرق، مغرب، شمال،............(جنوب، دکھن)

سوال: نیچے دیئے گئے اسماء کو دو الگ خانوں میں لکھیے:

شہر، دہلی، مسجد، جامع مسجد، لوگ، بادشاہ، شاہ جہاں، عمارت، تہوار، عید الفطر، پہاڑ، ہمالیہ، سفید، تین منزل، قرآن شریف، جمعہ، جمعۃ الوداع، نماز، ملک، ہندوستان

خانہ (الف) اسم معرفہ	خانہ (ب) اسم نکرہ
....	....
....	....
....	....

خاص جگہ، آدمی اور چیزوں کے نام کو اسم معرفہ کہتے ہیں جبکہ، عام جگہ، آدمی اور چیزوں کے نام کو اسم نکرہ کہتے ہیں۔

غور کیجیے:

آپ نے اِس سبق سے ایک مشہور تاریخی عمارت "جامع مسجد دہلی" کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ دہلی کی جامع مسجد شاہ جہاں بادشاہ نے اپنی حکومت میں بنوائی تھی۔ یہ ایک وسیع اور عظیم مسجد ہے جسے دیکھنے آج بھی لوگ دور دور سے جاتے ہیں۔

عملی سرگرمی:

☆ اپنے شہر کی جامع مسجد جا کر دیکھئے اور اُس کے بارے میں اپنے دوستوں کو بتایئے!

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

سبق..16

غریب بچہ اور جادوگر

ایک تبتّی گاؤں کے پاس ایک دن سڑک کے کنارے کچھ غریب بچے مٹی سے کھیل رہے تھے۔ ان کے ماں باپ اتنے غریب تھے کہ وہ انہیں کھلونے خرید کر نہیں دے سکتے تھے اور نہ ہی اچھا کھانا کھلا سکتے تھے۔ ان کے دن کے کھانے کے لئے ان کے پاس موٹی روٹیاں تھیں اور معمولی چاول تھا۔

ان میں سب سے چھوٹا بچہ اتنا غریب تھا کہ اس کے پاس روٹی چاول تک نہ تھا۔ اور اکثر وہ بھوکا بھی رہ جاتا تھا۔ بچے اس کے ساتھ کھیلتے مگر خود اس کے پاس اتنا کم کھانا ہوتا کہ اپنے حصّہ میں سے اسے کچھ نہ دے پاتے۔

ایک دن کھانا کھاتے میں ایک اندھا لاٹھی سے راستہ ٹٹولتا ہوا آیا۔ دراصل وہ ایک جادوگر تھا۔ بچوں کو ترس آیا اور انہوں نے ایک لقمہ اپنے کھانے میں سے اندھے کو دے دیا۔ غریب چھوٹے بچے کے پاس کھانا نہیں تھا۔ اس لئے وہ اندھے کو کچھ نہ دے سکا اور روہانسا ہو گیا کہ کاش وہ اندھے کو کچھ دے سکتا۔

اندھے نے کھانا لے کر سب کو دعائیں دیں۔ اور جانے لگا اتنے میں ایک لڑکے نے اسے روکا اور چھوٹے بچے کا مذاق اڑاتے ہوئے بتایا کہ ''اس لڑکے نے آپ کو کھانے کیلئے کچھ نہیں دیا۔'' اندھا رک گیا دوسرے بڑے لڑکے نے کہا۔ ''یہ بے چارہ کیسے کھانے کو دے سکتا تھا اس لئے کہ خود اس کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ اس پر اندھے نے چھوٹے بچے سے کہا، پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، جو کچھ تمہارے داہنے

ہاتھ میں ہے وہ تم مجھے دے دو۔لڑکے کے آنسو بہنے لگے۔اس کے داہنے ہاتھ میں مٹی کی ایک گیند تھی ۔اس نے مٹی کی گیند اندھے کو دے دی۔اندھے کے ہاتھ میں جاتے ہی گیند سونے کی طرح چمکنے لگی۔ سب بچے حیرت میں پڑ گئے۔اندھے نے بچے کو وہ سونے کی گیند واپس کردی اور دعا دے کر چلا گیا۔

چھوٹا بچہ حیران پریشان سونے کی گیند لے کر گھر پہنچا اور اپنی ماں کو وہ سونے کی گیند دے دی۔اس کی غریب ماں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ گیند جس چیز سے چھو جاتی وہ سونے کی ہو جاتی۔یہاں تک کہ اس کا بیٹا اور وہ خود سنہرے اور بہت خوبصورت ہو گئے۔پھر وہ غریب نہیں رہے اور جب وہ بچہ کھیلنے جاتا تو اس کے ساتھ اس کے اور اس کے دوستوں کے لئے بہترین کھانے اور کھلونے ہوتے۔

اندھے کو کھلانے اور اس کی دعاء کی وجہ سے دوسرے بچوں کے یہاں بھی اب کھانے کی کمی نہ تھی۔

☆ماخوذ

مشق

معنی یاد کیجیے:

تبت — ایک ملک کا نام

دراصل — اصل میں

روہانسا — غمگین، دُکھی، رونے جیسا

بہترین — عمدہ، اچھا

حیرت — حیرانی، تعجب

سوچیے اور بتائیے:

1۔ غریب بچے کہاں کھیل رہے تھے؟

2۔ اندھا آدمی کون تھا؟

3۔ اندھے کے ساتھ غریب بچے نے کیا سلوک کیا؟

4۔ اندھے نے غریب بچے کو کیا انعام دیا؟

5۔ سونے کی گیند ملنے سے کیا ہوا؟

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

جادوگر، چاول، کھلونا، مذاق، حیرت

پڑھیے اور سمجھیے:

ابد - ہمیشہ	شیر - ایک جانور
عبد - بندہ، غلام	شعر - نظم کے دو مصرعے

علم - جھنڈا، نشان الم - تکلیف	ارض - زمین عرض - گذارش
عالم - دنیا، حالت عالِم - علم والا	سدا - ہمیشہ صدا - آواز

پڑھنے میں ایک جیسی یا ملتی جلتی آوازوں کو 'ہم صوت' الفاظ کہتے ہیں۔

واحد الفاظ سے جمع بنائیے:

دعا، غریب، شریف، حصہ، لقمہ

خالی جگہوں کو دیئے گئے لفظوں سے بھریئے:

1۔ سڑک کے کنارے کچھ........بچے کھیل رہے تھے۔ (غریب، امیر)

2۔ اندھے نے کھانا لے کر سب کو.......دیں۔ (دعائیں، بددعائیں)

3۔ اندھے کے ہاتھ میں جاتے ہی گیند..........کی طرح چمکنے لگی۔ (سونے، چاندی)

4۔ گیند جس چیز سے چھو جاتی وہ.......کی ہو جاتی۔ (چاندی، سونا)

غور کیجیے:

اس کہانی میں اہم بات یہ ہے کہ ایک غریب بچہ خود بھوکا رہ کر حاجت مند اندھے فقیر کو کھانا کھلاتا ہے۔ وہ بھلائی کرنا چاہتا ہے، جبکہ شرارتی بچے اس بچہ کا مذاق اڑاتے ہیں۔ جس کے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر بھی اس بچے کو اس کی خدمت خلق اور بھلائی کا صلہ ملتا ہے۔ اس کی گیند سونے کی ہو جاتی ہے اور سب خوشحال ہو جاتے ہیں۔

عملی سرگرمی:

☆ جادوئی کہانی اور قصے کی کتابیں حاصل کر کے ان میں سے بچوں کے متعلق کہانیوں کو جمع کیجیے!

سبق.. 17

برسات

وہ دیکھو اُٹھی کالی کالی گھٹا ہے چاروں طرف چھانے والی گھٹا
گھٹا کے جو آنے کی آہٹ ہوئی ہوا میں بھی اِک سنسناہٹ ہوئی
گھٹا آن کر مینہ جو برسا گئی تو بے جان مٹّی میں جان آگئی
زمیں سبزے سے لہلہانے لگی کسانوں کی محنت ٹھکانے لگی
جڑی بوٹیاں پیڑ آئے نکل عجب بیل بوٹے عجب پھول پھل
ہر اِک پیڑ کا اِک نیا ڈھنگ ہے ہر اِک پھول کا اِک نیا رنگ ہے
یہ دو دن میں کیا ماجرا ہوگیا کہ جنگل کا جنگل ہرا ہوگیا
جہاں کل تھا میدان چٹیل پڑا وہاں آج ہے گھاس کا بن کھڑا
ہزاروں پھدکنے لگے جانور
نِکل آئے گویا کہ مٹّی کے پَر

☆اسمٰعیل میرٹھی

مشق

معنی یاد کیجیے:

گھٹا — بادل

مینہ — بارش

سبزہ — گھاس

ماجرا — واقعہ،قصہ

بَن — جنگل

سوچیے اور جواب بتایئے:

1۔ آسمان میں کالی گھٹائیں کب چھا جاتی ہیں؟

2۔ بے جان مٹی میں جان کب آتی ہے؟

3۔ برسات میں کسان کیوں خوش ہوتے ہیں؟

4۔ برسات کا موسم کیسا لگتا ہے؟

خالی جگہوں کو دیئے ہوئے الفاظ سے بھریئے:

1۔ آسمان میں کالی کالی..........اٹھتی ہے۔ (فضا،گھٹا)

2۔ کسانوں کی................ٹھکانے لگی۔ (محنت، برکت)

3۔ نکل آئے گویا کہ مٹی کے............... (در، پَر)

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

اِن الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

آہٹ، رنگ، پھول، گھاس، میدان

دیئے ہوئے واحد الفاظ سے جمع بنائیے:

گھٹا، سبزہ، جنگل، بوٹی، پتہ

ان الفاظ کی ضِد لکھیے:

نیا، زمین، نزدیک، کالی، جانور،

مصرعوں کو مکمل کیجیے:

یہ دو دن میں کیا..............ہو گیا

کہ جنگل کا جنگل..........ہو گیا

غور کیجیے:

آپ نے اِس نظم میں پڑھا کہ برسات کا موسم بہت خوش گوار اور سہانا ہوتا ہے۔ اِس میں چاروں طرف ہریالی ہی ہریالی ہوتی ہے۔ سوکھے میدان سرسبز ہو جاتے ہیں اور ندی تالاب پانی سے بھر جاتے ہیں۔

عملی سرگرمی:

☆ اِس نظم کو یاد کیجیے اور اپنے کلاس میں دوستوں کو سنائیے!

سبق..18

شکرّ کا چکّر

صبح صبح گڑ کی چائے پلانے کے بعد والد صاحب نے راشن کارڈ اور دام دیتے ہوئے ہم سے کہا۔

''بیٹا شکر لانے کی کوشش کرو!''

کپڑا لے کر میں شکر لانے کے لیے چلا تو والدہ نے پکارا۔

''ٹھہرو! امام ضامن تو بندھوا لو۔''

بھابی بولیں۔

''ہاں اور نہیں تو کیا، دن کا کھانا بھی کھالو اور رات کا ساتھ لیتے جاؤ۔''

دادی جان نے پکار کر والدہ سے کہا۔

''ارے بہو، اس غریب کا دودھ تو بخش دو۔''

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

بھائی صاحب بولے۔

''دیکھو ساتھ میں بستر لیتے جاؤ اور کچھ دام بھی رکھ لو۔ نہ جانے کیا ضرورت پڑ جائے؟''

بڑی بہن نے بلائیں لیتے ہوئے اپنا فرسٹ ایڈ بکس دیتے ہوئے کہا۔

''......اسے بھی ساتھ لیتے جاؤ۔''

''شکر لینے جا رہے ہو تو ہم لوگوں کا کہا سنا بھی معاف کرتے جاؤ۔''

بیگم نے آب دیدہ ہو کر دوپٹے سے آنسو پوچھتے ہوئے کہا۔

''مجھے کس پر چھوڑے جا رہے ہیں۔''

چاروں طرف سے جو یلغار ہوئی تو میں بوکھلا گیا اور سوالیہ نشان بنتے ہوئے کہا کون سا میدان جنگ میں جا رہا ہوں۔ ارے اسی گلی کے نکڑ پر تو شکر کی دُکان ہے، ایک چھپاکے میں گیا اور لایا۔ کیا اس سے پہلے گیہوں، مٹی کا تیل، دیا سلائی، ریزگاری اور کپڑا نہیں لا چکا ہوں۔

خانسامن بوا بلائیں لیتی بولیں۔

''خدا سلامت رکھے، چاند سے مکھڑے پر سہرا سجے، شکر لینے جائیں بھیاّ کے دشمن، آخر ہم نمک خوار کب کام آئیں گے۔!''

والد صاحب نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

''نہیں! وہ زمانے گئے، جب عورتیں کنٹرول سے شکر لے آتی تھیں۔ کیا مرد چوڑی پہن کر گھر میں بیٹھنے کے لیے رہ گئے ہیں؟ جاؤ بیٹا! مگر ہاتھ پیر بچا کے رکھنا، بھیڑ بھاڑ سے گھبرا نہ جانا۔''

چچا جان بولے۔

''کہاں لڑکے کو بے وقت ہلکان کرنے کے لیے بھیج رہے ہو۔ صبح کے چھ بج چکے ہیں۔ لوگ سرِ شام ہی بستر لے کر شکر کی لائن میں لیٹ جاتے ہیں تاروں کی چھاؤں میں پہنچ جاتے ہیں تب کہیں شکر ملنے کی نوبت آتی ہے!''

چھوٹے بھائی نے کہا۔

''آج اخبار میں آیا ہے، شکر کی لائنوں میں جگہ جگہ فوجداریاں ہو رہی ہیں۔'' اس کے بعد انھوں نے اپنے ٹیڈی پتلون کی جیب میں سے ڈسٹر نکال کر دیتے ہوئے کہا ''احتیاطاً جیب میں ڈال لیجیے۔''

ابھی گھر کے بڑوں چھوٹوں میں میرے جانے یا نہ جانے کے بارے میں بات ہو ہی رہی تھی کہ میں شکر لینے کے لیے گھر سے نکل پڑا۔

جب میں شکر کی دکان پر پہنچا تو پہلے تو مجھے دھوکا ہوا کہ میں شکر کی دوکان پر نہیں بلکہ کسی ایسے سنیما گھر کے سامنے پہنچ گیا ہوں جس میں کوئی مار دھاڑ والی نئی نئی فلم آج ہی لگی ہے اور پورا شہر اسے آج ہی دیکھ لینا چاہتا ہے۔ حد نظر تک شکر کی لائن میں لوگ چیونٹیوں کی طرح لگے ہوئے تھے اور اسی لائن کو پولس والے ڈنڈوں کی مدد سے درست کر رہے تھے۔

شکر کے بہت سے امیدواروں کے کپڑے تار تار ہو چکے تھے اور حلیہ بتا رہا تھا کہ انہوں نے یہ جگہ بزور بازو حاصل کی ہے۔ اکثر بزرگ اپنی باری کے انتظار میں تسبیح لیے شکر حاصل کرنے والا کوئی جلالی وظیفہ پڑھ رہے تھے۔

ایک صاحب لائن ہی میں کھڑے کھڑے بری طرح چیخ رہے تھے کہ ''ہائے میں لٹ گیا!'' معلوم ہوا کہ کسی نے موقع پا کر ان کی جیب صاف کر دی۔

لائن میں جہاں ذرا بھی سکون تھا وہاں لوگ اپنی باری کے انتظار میں بیٹھے خراٹے لے رہے تھے ایک آدھ زندہ دلان لکھنؤ نے ماحول سے بیزار ہو کر وقت گزاری کے لیے کجری چھیڑ دی تھی، کچھ کرکٹ کے شائقین لائن میں جے ٹرنز سٹر رہے تھے۔

کچھ لوگ بغیر لائن والوں سے اپنی جگہ کا سودا کر رہے تھے اور کچھ بغیر لائن والے لائن میں لگے ہوؤں سے پوچھتے پھر رہے تھے۔

آپ میں سے کوئی چاہیں تو اپنی جگہ بیچ دیں۔

غرض لائن کا جائزہ لینے کے بعد شکر ملنے کی امید میں، کہ امید پر دنیا قائم ہے کلمۂ شہادت پڑھتا ہوا میں لائن میں کھڑا ہو گیا۔ مجھے لائن میں لگے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ میرے پیچھے بھی کئی سو حضرات لائن میں لگ گئے گویا اب یہ تھا کہ اگر مجھے شکر نہ ملی تو دوسرے سیکڑوں کو بھی نہیں ملے گی اور مجھے نہیں ملتی ہے تو کیا ہوا ہزاروں مجھ سے پہلے آنے والوں کو تو مل گئی! اس جمہوری خیال سے مجھے بڑی تقویت پہنچی اور میں لائن میں ڈٹ کر کھڑا ہو گیا۔

جب لائن میں کھڑے کھڑے تھک گیا تو کچھ دیر تو تکلفاً اکڑوں بیٹھا اس کے بعد مجبوراً پالتھی مار کر زمین پر بیٹھ گیا اور اپنے برابر والے کے اخبار کا مطالعہ کرنے لگا۔ اخبار میں لکھا تھا ''شکر کی مصنوعی قلت ختم۔ شکر کی کمی پر قابو پالیا گیا۔'' اس کے بعد وزیر خوراک نے شکر کا مسئلہ دوسرے مسائل کی طرح بخیر وخوبی حل ہو جانے پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''ہمیں سوشلزم حاصل کرنے کے لئے اس قسم کے مسائل کو حل کرتے رہنا ضروری ہے۔'' اس کے بعد اخبار سے نفرت ہوگئی اور نظریں اس طرف سے ہٹا کر پھر لائن کا جائزہ لینے لگا۔ اتنے میں لائن میں کسی بانکے نے کسی کو چاقو مار دیا، جگہ کو لے کر جھگڑا شروع ہوا تھا، اور بات بڑھ گئی تھی۔ اس پر بھگدڑ نہ مچی کیونکہ جگہ چھوڑنے پر کوئی تیار نہ تھا۔ البتہ ایک زور کا ریلا آیا اور اسی ریلے کے ساتھ میں لائن کے باہر۔ اب جن صاحب کے آگے پیچھے میں گھنٹوں سے کھڑا تھا، ان تک نے مجھے پہچاننے سے صاف انکار کر دیا۔ میں ہوں کہ ایک ایک کو لاکھ یقین دلا رہا ہوں۔ حلف تک اٹھانے کو تیار ہوں، ایک آدھ کچھ پگھلا بھی، مگر پیچھے والوں نے ہنگامہ کرنا شروع کر دیا کہ:

''واہ صاحب! واہ ہم بے وقوف ہیں کہ صبح سے کھڑے ہیں۔'' ''یہ بھی کوئی طریقہ ہے، جب ہم سب کے بعد آئے ہیں تو سب کے آخر میں ہی کھڑے ہوئیے!''

ایک خوانچے والے نے فقرہ کسا:

''بابو تھک گئے ہو گے! آؤ پہلے کچھ کھا پی لو۔ ایک صاحب کو میں نے لائن میں جگہ دی تھی اور دوسرے صاحب سے گھنٹوں بات چیت کرتا رہا تھا۔ میں نے دونوں کو لاکھ لاکھ یاد دلایا مگر دونوں صاف مکر گئے اور بولے۔

''میاں ہوش کی باتیں کرو، دیکھ رہے ہو لائن؟ بھلا اس میں کوئی کسی کو پہچان سکتا ہے؟۔''

سامنے ہی ایک سیاسی لیڈر وقت گزاری کے لیے اپنے برابر والے شخص کو سمجھا رہا تھا۔

''کل تک کسے یقین تھا کہ ملک آزاد ہو جائے گا۔ تم جانو چٹکی بجاتے میں تو سوراج مل گیا۔''

''سوشلزم'' لانے کی بات کا اس وقت جتنا چاہے مذاق اڑا لو اور چاہے اسے خیالی پلاؤ کہو یا کاغذی گھوڑا گردان لو۔ مگر آج نہیں تو کل بس اب سوشلزم آیا ہی سمجھو!''

کسی مسخرے نے یہ سن کر پیچھے سے نعرہ لگا دیا۔ ''انقلاب!'' اور زندہ باد کے ساتھ ہی زور کا ریلا آیا تو سیاسی لیڈر لائن سے بوتل کی کاگ کی طرح نکل کر باہر آ گیا۔

اب نیتا جی ہیں کہ لوگوں کی لاکھ خوشامدیں کر رہے، لال پیلی آنکھیں دکھا رہے ہیں، پھر نرم پڑ جاتے ہیں کبھی

گرم ہونے لگتے ہیں تو کبھی تقریر شروع کر دیتے ہیں، ''ڈسپلن'' وغیرہ جیسے الفاظ منھ سے نکالتے ہیں۔ مگر کیا مجال جو کوئی شکر خور ٹس سے مَس بھی ہو۔ ان کے مخاطب نے بھی ان کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے پولیس بلانے اور بھوک ہڑتال کرنے کی دھمکی دی مگر وہ بھی بے سود ہوگئی۔ اس کے بعد نیتا جی نے لائن کی صورت حال کا اندازہ لگانے کے لیے طوفانی دورہ کیا۔ میں بھی سائے کی طرح ان کے ساتھ لگا رہا کہ شاید اسی بہانے لائن میں دوبارہ شامل ہونے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔

انہوں نے ایک جگہ پر پہنچ کر کسی آدمی کے کان میں کچھ کہا۔

کوئی ایسا ہی لفظ تھا۔ مگر اس لفظ نے علی بابا کے کھل جا سم سم کی طرح خود بخود لائن میں کھٹ سے اتنی گنجائش پیدا کر دی کہ ایک آدمی اس میں اچھی طرح کھڑا ہو سکتا تھا، لہذا میں نے فوراً لائن کے اس خَلا کو پُر کر دیا۔

نیتا جی اور ان کے ہمدرد نے لاکھ زور مارا مگر میں ٹس سے مس نہ ہوا۔ میرا کہنا تھا لڑ کا سمجھ کر دیا کیجئے ورنہ میں تو اس جگہ پر صبح سے کھڑا ہوں۔ مثل مشہور ہے کہ جب اچھے دن آتے ہیں تو پرائے بھی اپنے ہو جاتے ہیں۔

لہذا دو ایک حمایتی بھی پیدا ہو گئے اور ایک آدھ نے گواہی بھی دے دی۔ ان لوگوں کو سیاسی لیڈروں سے خدا واسطے کا بیر تھا، وہ سب میری طرف سے بولنے لگے اور بولے ''بھائی آپ کیا کہہ رہے ہیں، ہم تو ان کو صبح سے لائن میں دیکھ رہے ہیں۔''

سیاسی لیڈر صاحب لائن کی جگہ حاصل کرنے کو کونسل کی ممبری کے مسئلے کی طرح وقار کا سوال بنا چکے تھے۔ انھوں نے خوب خوب ہاتھ پیر مارے، پینترے دکھائے، کبھی معلوم ہوتا کہ بس اب واقعی وہ بلوہ کرا کے ہی دم لیں گے، مایوسی کے عالم میں انھوں نے فرقہ وارانہ جذبات اُبھارنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ مگر جہاں اتنے شکر خور ہوں وہاں بھلا یہ کیسے ممکن تھا۔

قریب تھا کہ وہ لائن میں آجائیں یا مجھے لائن سے نکلنا پڑے کہ اچانک شکر کی دوکان کے مالک نے بھونپو سے اعلان کیا کہ ''دکان شکر ختم ہونے کی وجہ سے بند کی جاتی ہے۔''

یہ سنتے ہی میں نے سیاسی لیڈر سے کہا ''پھر بھائی آپ ہی لائن میں آجایئے۔''

انھوں نے مجھے گھور کر کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔ لائن میں کھڑے لوگ کھل کھلا کر ہنسنے لگے۔ قبل اس کے کہ لائن والے مجمع کی شکل میں شکر کی دُکان پر حملہ آور ہوں اور سیاسی لیڈر مجھ پر، میں لائن میں سے نکل کر اپنے گھر پہنچ چکا تھا۔

☆ ماخوذ

مشق

معنی یاد کیجیے:

شکر — چینی

فرسٹ ایڈ بکس — (ایک چھوٹا ڈبہ جس میں ضرورت کی کچھ اہم دوائیں رکھی جاتی ہیں)

یلغار — حملہ

خانسامن — باورچن

کنٹرول — وہ دکان جہاں سے سرکاری قیمت پر راشن تقسیم ہوتا ہے۔

ہلکان — پریشان

فوجداری — لڑائی بھڑائی

مصنوعی — بناوٹی

قلت — کمی

مجمع — بھیڑ

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ مضمون نگار کو شکر لانے میں کیا کیا پریشانیاں ہوئیں؟

2۔ گھر کے لوگ اُنھیں شکر لانے کے پہلے کیا کیا کہہ رہے تھے؟

3۔ شکر کے لئے لائن لگنے والوں کی حالت کیسی ہوگئی تھی؟

4۔ نیتا جی نے لائن میں جگہ بنانے کے لئے کیا کیا کوششیں کیں؟

ان الفاظ سے جملے بنایئے:

صبح، دکان، غریب، بستر، پریشان

ان الفاظ کی جمع بنایئے:

وقت، بہن، امیدوار، دکان، خبر

ان الفاظ کی ضِد بتایئے:

والد، زمین، اُمید، شریف، قلت، نفرت

خالی جگہوں میں دیئے گئے الفاظ بھریئے:

1۔ بیٹا.........لانے کی کوشش کرو۔ (شکر، مٹھائی)

2۔ ٹھہروامام ضامن تو............ (بندھوالو، رکھوالو)

3۔ آج.........میں خبر آئی ہے۔ (اشتہار، اخبار)

4۔ شکر کی لائن میں لوگ.............کی طرح لگے ہوئے تھے۔ (ہاتھیوں، چیونٹیوں)

غور کیجیے:

آپ نے جو مضمون پڑھا اُسے ''انشائیہ'' کہتے ہیں۔اِس میں ہلکے پھلکے انداز اور ہنسی مذاق کے لہجے میں بڑے پتے کی بات کہی جاتی ہے۔جیسے اِس انشائیہ میں سرکاری کنٹرول کے ذریعہ شکر کی تقسیم میں ہونے والی دشواریوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

عملی سرگرمی:

☆ آپ اپنے محلے کی راشن کی دکان کا پتہ لگایئے اور دیکھئے کہ وہاں لوگوں کو راشن لینے میں کِن کِن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے!

سبق..19

غزل

تمناؤں میں الجھایا گیا ہوں
کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں

ہوں اس کوچہ کے ہر ذرّہ سے آگاہ
ادھر سے مدتوں آیا گیا ہوں

دل مضطر سے پوچھ اے رونق بزم
میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں

لحد میں کیوں نہ جاؤں منہ چھپائے
بھری محفل سے اٹھوایا گیاہوں

کُجا میں اور کُجا اے شادؔ دنیا
کہاں سے کس جگہ لایا گیا ہوں

☆ شادؔ عظیم آبادی

مشق

معنی یاد کیجیے:

تمناؤں — چاہتوں، خواہشوں

کوچہ — گلی، راستہ

ذرّہ — بہت چھوٹا ٹکڑا، کنکر

مضطر — بے چین، بے قرار

لحد — قبر

کُجا — کہاں

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ تمناؤں میں کون اُلجھایا گیا ہے؟

2۔ شاعر کھلونا دے کر کسے بہلانے کی بات کہہ رہا ہے؟

3۔ شاعر کا اس کوچہ سے کس کی طرف اشارہ ہے؟

4۔ میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں یہ بات کس کے لئے کہی گئی ہے؟

5۔ ''بھری محفل سے اٹھوایا گیا ہوں'' سے کیا مراد ہے؟

خالی جگہوں کو دیئے گئے الفاظ سے پُر کیجیے:

1۔ کھلونے دے کے.......... گیا ہوں۔ (بہلایا، پھُسلایا)

2۔ ہوں اِس کوچہ کے ہر ذرہ سے......... (واقف، آگاہ)

3۔ .... سے مدتوں آیا گیا ہوں۔ (کدھر، اِدھر)

4۔ بڑی مشکل سے .... گیا ہوں۔ (منوایا، پلوایا، دلوایا)

5۔ لحد میں کیوں نہ جاؤں .... (سر کھپائے، منہ چھپائے)

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

کھلونے، ذرّہ، دنیا، کوچہ، لحد

پڑھیے اور سمجھیے:

(1) پیڑ: درخت ، شجر (2) سورج : آفتاب، خورشید۔

(3) آسمان: فلک، آکاش (4) چاند: ماہتاب، قمر، ماہ، چندا۔

(5) ماں: مادر، اماں، والدہ

ایک جیسے معنی والے الفاظ کو ہم معنی یا مترادف الفاظ کہتے ہیں۔

ان الفاظ کی ضِد لکھیے:

اِدھر، رونق، مشکل، مدّت، لحد

مصرعوں کو مکمل کیجیے:

1۔ تمناؤں میں .... گیا ہوں۔ (اُلجھایا، سُلجھایا)

2۔ بڑی مشکل سے .... گیا ہوں۔ (ٹھہرایا، منوایا)

3۔ .... سے کِس جگہ لایا گیا ہوں۔ (یہاں، کہاں)

4۔ بھری .... اٹھوایا گیا ہوں۔ (بزم، محفل)

جواب لکھیے:

آخری شعر میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

غور کیجیے:

آپ نے شاد عظیم آبادی کی غزل پڑھی۔ اِس میں شاعر نے دنیا کی دل فریبی کو بیان کیا ہے۔ انسان دنیا میں خواہشوں کے پیچھے بھاگتا ہے۔ انسان پہلے جنت میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں بھیج دیا۔ گر یہ دنیا فانی ہے۔ انسان کو لوٹ کر پھر خدا کے پاس ہی جانا ہے۔ اسلئے چاہئے کہ انسان اپنے رب کو ہمیشہ یاد کرتا ہے اور دنیا کے کاموں میں الجھ کر نہ رہ جائے۔

عملی سرگرمی:

☆ غزل کو یاد کر لیجیے اور اپنے اُستادِ محترم کو سنایئے!

سبق..20

شہید پیر علی

اپنے ملک کی آزادی کے لئے انگریزوں سے جنگ کر کے شہید ہونے والوں میں پیر علی کا نام بھی بہت اہم ہے۔ پیر علی لکھنؤ کے نہوڑ قصبہ سے تعلق رکھتے تھے، انھوں نے صادق پور (پٹنہ) کے مجاہدین کے ساتھ مل کر آزادی کی لڑائی لڑی۔ پٹنہ سٹی میں ان کی ایک

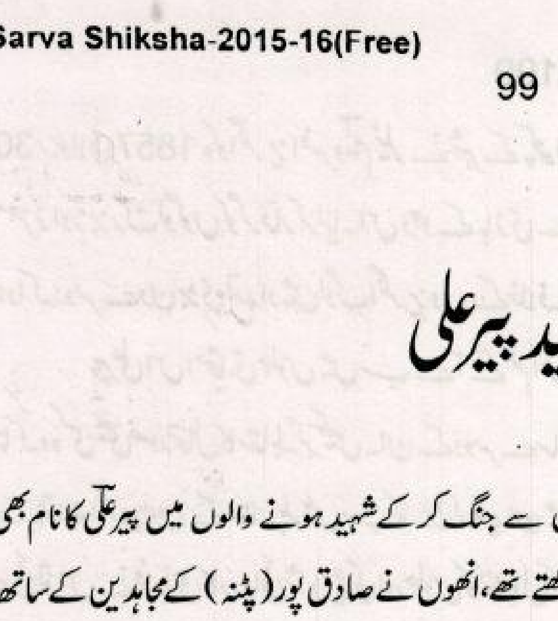

کتاب کی دکان تھی جو آزادی کے متوالوں کا مرکز تھی۔ ان کا مکان بھی مجاہدین آزادی کی سرگرمیوں کا اہم مرکز تھا۔ یہاں اکثر لوگوں کا اجتماع ہوتا اور بہت ہی جوش وخروش کے ساتھ ملک کو آزاد کرانے کا جذبہ ظاہر کیا جاتا۔ وطن پر مرمٹنے اور اسے غلامی سے نجات دلانے کے لئے طرح طرح کے منصوبے بنائے جاتے۔ خفیہ سرگرمیاں چلائی جاتیں۔ اس مشن میں ہر مذہب اور طبقے کے لوگ شامل تھے۔ پیر علی ان آزادی کے متوالوں میں سب سے آگے تھے۔ جوش اور ولولے سے بھرے ہوئے! انقلابی مشن کی کامیابی کے لئے وہ ہمیشہ جان کی بازی لگانے کے لئے تیار رہتے تھے۔

ان سرگرمیوں سے انگریز افسران بھی بے خبر نہیں تھے۔ ان کے جاسوس ہر جگہ پھیلے رہتے تھے۔

30/ جولائی 1857ء کو انگریز افسر ولیم ٹیلر نے شہر کے کچھ اہم لوگوں کو سازش کے تحت بلایا اور ان میں سے کئی معزز اور بزرگ لوگوں کو گرفتار کرلیا۔ اس دھوکے بازی سے لوگ بہت ناراض ہوئے۔ غم وغصہ کی لہر کا یہ نتیجہ ہوا کہ دوسرے دن بڑی تعداد میں لوگ انگریزوں کے خلاف نعرے لگاتے ہوئے سڑک پر نکل آئے۔

پیر علی اس احتجاجی جلوس میں سب سے آگے علم اٹھائے چل رہے تھے۔ ان کے ہاتھ میں پستول بھی تھا تاکہ وہ کسی بھی صورتحال کا مقابلہ کرسکیں۔ ان کے دوسرے ساتھیوں نے بھی ہتھیار اٹھا رکھے تھے۔ یہ ایک قربانی کا جذبہ تھا جو انگریزوں کے مقابلے میں سب کو لے کر میدان میں آیا تھا۔ اس جلوس کی خبر جب انگریز حاکم ولیم ٹیلر کو ہوئی تو اس نے فوراً ہی کارروائی شروع کی اور جلوس کو کنٹرول کرنے اور انقلابیوں کو گرفتار کرنے کا حکم جاری کیا۔ ٹیلر کے بھیجے ہوئے سپاہیوں نے بہت ہی بے رحمی سے لوگوں کو مارا پیٹا۔ لاٹھیوں کی مار سے کئی مجاہدین بُری طرح گھائل ہوگئے۔ کئی لوگ مَر بھی گئے۔ چاروں طرف افراتفری اور بے چینی کا ماحول تھا۔ جلوس بکھر گیا، منصوبہ ناکام ہوگیا۔

یہ سب دیکھ کر پیر علی کو بہت غصہ آیا۔ وہ اس ظالمانہ کارروائی کو برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ انھوں نے بدلہ لینے کی ٹھانی اور اپنے پستول سے ایک انگریز افسر ڈاکٹر لین کو مار گرایا۔ اس واقعے کے بعد انگریزوں کا غصہ اور بھی بھڑک اٹھا۔ اس قتل کا بدلہ لینے کے لئے انگریزوں نے مجاہدین پر گولیوں کی بوچھار کردی۔ اس فائرنگ میں کافی بڑی تعداد میں لوگ شہید ہوئے۔ پٹنہ سٹی کی صدر گلی لوگوں کے خون سے لہولہان ہوگئی۔

پیر علی انگریزوں کے خاص نشانہ تھے۔ لیکن وہ کسی طرح وہاں سے نکل بھاگے۔ لیکن انگریزوں نے اپنے جاسوسوں سے پتہ چلا لیا کہ وہ کہاں ہیں۔ چنانچہ وہ فوراً گرفتار کرلئے گئے۔ ان پر مقدمہ چلا۔ انگریز جج نے انھیں پھانسی کی سزا سنائی۔ لیکن اتنی بڑی سزا سن کر بھی وہ خوف زدہ نہ ہوئے۔ ان کے چہرے پر اطمینان اور سکون کی جھلک تھی۔ پھانسی سے قبل جیل میں ان کو بہت مارا پیٹا گیا۔ لیکن وہ ہمت والے تھے، ذرا بھی نہیں گھبرائے۔ ان کی ہمت، جواں مردی اور وطن پرستی کے انگریز قائل ہوگئے۔ ٹیلر کا ماننا تھا کہ بہار کے مجاہدین میں پیر علی جیسا بے خوف، نڈر اور جیالا کوئی بھی نہ تھا۔

8/ جولائی 1857ء کو اس عظیم مجاہد آزادی کو پٹنہ کے گاندھی میدان میں دار پر لٹکا دیا گیا۔ اور اس

طرح پیرعلی ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے۔ لیکن ان کی یہ للکار ہمیشہ نو جوانوں کو حوصلہ دلاتی رہی کہ:

''انگریزو! سن لو آج تم مجھے اور میرے ساتھیوں کو پھانسی تو دے سکتے ہو مگر یاد رکھو!
ہمارے خون کی چھینٹوں سے اتنے مجاہدین پیدا ہوں گے کہ وہ تمہاری حکومت کو نیست
ونابود کر دیں گے۔''

آخر میں پیرعلی شہید کا کہنا سچ ثابت ہوا۔ اور آزادی کے متوالوں نے ڈھیر ساری قربانیوں کے بعد ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو آخر آزادی حاصل کر ہی لی۔

☆ ماخوذ

مشق

معنی یاد کیجیے:

جنگ — لڑائی

اجتماع — لوگوں کا ایک جگہ جمع ہونا

نجات — چھٹکارا

خفیہ — چھپا ہوا

معزز — باعزت

احتجاج — خلاف میں آواز اٹھانا

افراتفری — بے چینی گھبراہٹ

وطن پرستی — وطن سے بے حد محبت

قائل — مان لینا

جیالا — بہادر

عظیم — بڑا

پیر — بوڑھا

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ شہید پیر علی کہاں کے رہنے والے تھے؟

2۔ وہ پٹنہ میں کہاں رہتے تھے؟

3۔ انگریزوں نے کیا سازش رچی؟

4۔ احتجاجی جلوس میں کون مارا گیا؟

5۔ پیر علی کو کہاں پھانسی ہوئی؟

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے؟

شہید، جنگ، آزادی، وطن، جلوس

ان الفاظ کو واحد سے جمع بنائیے:

مجاہد، جذبہ، انگریز، کتاب، گولی

دیئے گئے الفاظ کی ضِد لکھیے:

آزادی، بہت، خوشی، بزرگ، آغاز

غور کیجیے:

اس سبق میں ہم نے پڑھا کہ ملک کو آزادی دلانے کے لئے ہمارے بزرگوں نے بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں۔ شہید پیر علی نے بھی ہندوستان کو غلامی سے آزادی دلانے کے لئے اپنی شہادت پیش کی۔ وہ بہت بے خوف اور نڈر مجاہد آزادی تھے۔ انھیں اپنی جان سے زیادہ وطن عزیز تھا۔ ہمیں ایسے وطن پرستوں پر ناز کرنا چاہئے اور ان سے سبق بھی حاصل کرنا چاہئے۔

عملی سرگرمی:

☆ پیر علی کی تصویر حاصل کیجئے اور دوسرے شہیدوں کے نام بھی معلوم کیجئے!

سبق..21

غزل

یوں تو ملنے کو بہت پیر و جواں ملتے ہیں
جو محبت سے ملیں ایسے کہاں ملتے ہیں

اب تو یہ حال زمانے کا ہے اللہ اللہ
دوست بھی ملتے ہیں تو دشمنِ جاں ملتے ہیں

بے مشقت کبھی آرام نہیں ملتا ہے
گل بھی ملتے ہیں تو کانٹوں میں نہاں ملتے ہیں

یاد آجاتی ہے اربابِ وطن کی عاجزؔ
غم کے مارے ہوئے دو چار جہاں ملتے ہیں

☆ کلیم عاجزؔ

مشق

معنی یاد کیجیے:

پیر و جواں	—	بوڑھے اور جوان
دشمنِ جان	—	جان کے دشمن
مشقت	—	محنت
گل	—	پھول
نہاں	—	چھپا ہوا، پوشیدہ
ارباب	—	دوست، احباب

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ کون کون سے لوگ بہت ملتے ہیں؟

2۔ کون لوگ بہت نہیں ملتے؟

3۔ آرام سے زندگی گزارنے کے لیے ہمیں کیا کرنا ہوگا؟

4۔ وطن کے کن لوگوں کی یاد آتی ہے؟

خالی جگہوں کو دیئے ہوئے الفاظ سے بھریئے:

1۔ جو..........سے ملیں ایسے کہاں ملتے ہیں۔ (نفرت، محبت)

2۔ بے مشقت کبھی........نہیں ملتا ہے۔ (اطمینان، آرام)

3۔ غم کے مارے ہوئے دو چار........ملتے ہیں۔ (یہاں، جہاں)

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

دشمن، غم، آرام، پھول، وطن

دیئے ہوئے واحد الفاظ سے جمع بنائیے:

دوست، اشک، حال، گل، کانٹا

ان الفاظ کی ضِد لکھیے:

پیر، نہاں، آرام، وطن، غم

مصرعوں کو مکمل کیجیے:

1۔ یوں تو ملنے کو بہت پیرو........ ملتے ہیں۔

2۔ اب تو یہ حال.........کا ہے اللہ اللہ۔

3۔ غم کے...........ہوئے دو چار جہاں ملتے ہیں۔

جواب دیجیے:

1۔ اس زمانے میں دوست کیسے ملتے ہیں؟

2۔ آخری شعر کا مطلب بیان کیجیے۔

غور کیجیے:

اِس غزل کے ذریعہ آپ نے یہ سمجھا کہ موجودہ دور میں بہت سے ملنے والے لوگ ملتے ہیں مگر آپس میں محبت نہیں رکھتے۔ ہمیں اگر آرام سے زندگی گزارنی ہے تو محنت اور مشقت سے عِلم حاصل کرنا ہوگا۔ انسان کہیں بھی رہے مگر وطن کی یاد اُسے ضرور ستاتی ہے۔ کیونکہ آدمی کو وطن سے بڑی محبت ہوتی ہے۔

عملی سرگرمی:

☆ پہلے شعر کو یاد کر لیجیے اور اس کا مطلب معلوم کیجیے!

سبق..22

بہادر شاہ کا ہاتھی

مولا بخش نامی ہاتھی اتنا اونچا تھا کہ اُس کے قد کے برابر ہاتھی نظر سے نہیں گزرا۔ جب اُس پر عماری کسی جاتی تھی تو وہ دہلی کے کسی دروازے سے نکل نہیں سکتا تھا۔ وہ چاروں گھٹنے ٹیک کر شہر سے باہر جاتا تھا اور اِسی طرح اندر داخل ہوتا تھا۔ آخر بہادر شاہ بادشاہ نے لاہوری دروازے کو تڑوا کر مولا بخش کے واسطے اتنا اونچا کروایا کہ وہ عماری کے ساتھ گزر جائے۔

اکبر شاہ ثانی کے زمانے میں ایک سوداگر مولا بخش ہاتھی کو لایا تھا۔ اُس کے فیل بان بخارا کے ایک سید تھے؛ کیونکہ کسی اور شخص کا بادشاہ کی طرف پیٹھ کرنا بے ادبی تھی۔ بہادر شاہ نے فیل بان کو مہابت خاں کا خطاب دیا اور جاگیر بخشی۔

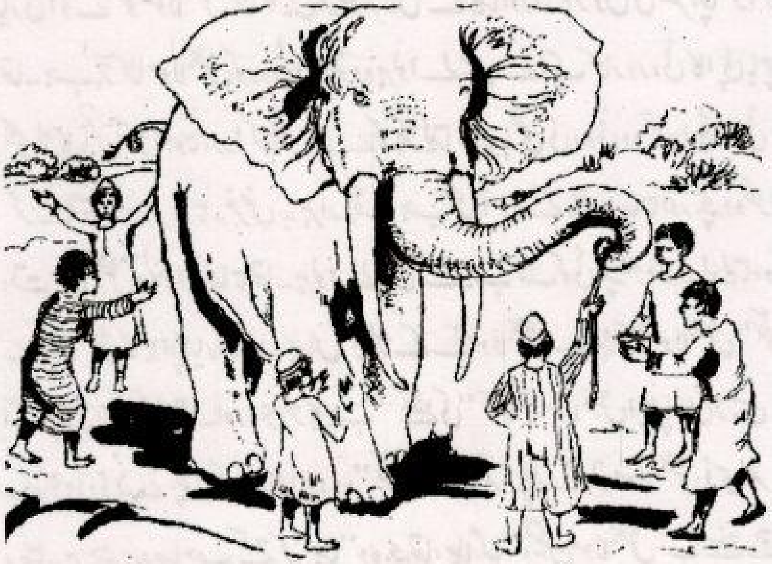

ایک روز مولا بخش مستی میں آ کر بے قابو ہوگیا۔ سید صاحب

کو غافل پا کر اُس نے اُنہیں سونڈ میں لپیٹ لیا۔ پھر اُس نے اُن کی ایک ٹانگ اپنے پاؤں کے نیچے داب کر اور ایک سونڈ میں پکڑ کر اُنھیں زندہ چیر ڈالا۔ سید صاحب کی بیوہ کا ننھا سا بچہ دو ڈیڑھ برس کا اُس کی گود میں تھا۔ بے چاری خاوند کے غم میں روتی پیٹتی آئی اور اپنے بچے کو مولا بخش کے آگے ڈال کر کہا: ''لے موئے! اس کو بھی مار ڈال۔'' اُس وقت تک مولا بخش کی مستی اُتر چکی تھی۔ اُس نے بچے کو سونڈ سے پکڑ کر اپنی گردن پر بٹھا لیا۔ اُس روز سے یہ بچہ مولا بخش کے ساتھ رہتا۔ بچے کے سامنے مولا بخش سے جو کہو، وہ فوراً کرتا اور جہاں یہ بچہ مولا بخش کی آنکھ سے اوجھل ہوا مولا بخش نے دنگا کرنا شروع کر دیا۔ اُس بچے کا نام رحمت علی تھا۔

جب رحمت علی بڑا ہوا تو اُس کے ہم عمر بچے اُس کے ساتھ کھیلنے کو آتے۔ اگر کسی بچے نے سید صاحب سے کہا: ''یار! گنا نہیں کھلواتے۔'' تو سید صاحب مولا بخش سے کہتے کہ مولا بخش! ہمارے یار کو یاری دو۔'' مولا بخش گنا چھیل کر، جس بچے کو سید صاحب کہہ دیتے، دے دیا کرتا تھا۔ مولا بخش پر سواری کرنے اور گنوں کے لالچ سے لڑکے تمام دن وہیں جمع رہتے کوئی لڑکا کہتا: ''مولا بخش یار چڈھی دلواؤ۔'' تو یہ اپنی سونڈ پر سے یا پاؤں کو ٹیڑھا کر کے، اُس لڑکے کو اوپر چڑھا لیتا تھا۔ جب لڑکے زیادہ ہوتے اور اُن میں سے کوئی کہتا: ''مولا بخش یاری آوے'' تو مولا بخش گنا چھیل کر سونڈ میں لے لیتا اور تمام لڑکوں کی نظر بچا کر اُس لڑکے پر گنا پھینک دیتا تھا۔ جب چرکٹا مولا بخش کو روٹی دیتا تو وہ ہر نوالے میں سے ایک کنارہ روٹی کا اپنی باچھ سے باہر نکال دیتا تھا جو بھی لڑکا پاس کھڑا ہوتا، دوڑ کر اُس ٹکڑے کو پکڑ لیتا تھا۔ ہاتھی کی روٹی دو تین انچ موٹی ہوتی ہے۔ بچہ اُس کو زور کر کے توڑتا اور مروڑتا۔ غرض بہ ہزار دِقت جب ٹکڑا اُس کے ہاتھ آ جاتا اور بچہ وہ ٹکڑا لے کر بھاگ جاتا، اُس وقت مولا بخش وہ نوالا کھاتا تھا۔ ہر نوالے میں سے جب تلک کوئی بچہ ٹکڑا نہ لے لیتا، وہ روٹی نہ کھاتا تھا۔ لڑکوں سے مولا بخش کا بڑا پکا یارانہ تھا۔ جہاں کسی لڑکے نے مولا بخش سے کہا کہ 'مولا بخش! 'علّی' آوے، تو مولا بخش اپنا ایک پاؤں اٹھا لیتا تھا۔ اور وہی لڑکا جب ''گھٹنے کی'' کہتا تو مولا بخش اپنا پاؤں زمین پر رکھتا تھا۔ اگر فیل خانے کے کسی آدمی نے بچوں کو دھمکایا اور وہ ''علّی'' مانگ کر چلے گئے تو مولا بخش اُسی طرح اپنا پاؤں اٹھائے کھڑا رہتا۔ ہر چند سید صاحب کہتے کہ ''بیٹا'' وہ بچہ تھا، چلا گیا''، لیکن مولا بخش کب سنتے تھے۔ جب اسی لڑکے کو بلا کر

لاتے اور وہی لڑکا کہتا کہ ''مولا بخش گھٹنے کی'' تب جا کر وہ اپنا پاؤں زمین پر رکھتا۔

مولا بخش جب اپنے گنّے لاتا تھا اور بازار میں کوئی لڑکا کہتا کہ ''مولا بخش ''نکی'' آوے'' تو مولا بخش فوراً اپنا ایک پاؤں اٹھا لیتا۔ چڑ کتنا ہر چند کہتا تھا ''بیٹا چل'' لیکن کیا مجال جو یہ آگے سرک جائیں۔ جب تک ''گھٹنے کی'' وہی لڑکا نہ کہے، مولا بخش ٹس سے مس نہ ہوتا تھا۔

ایک روز فیل بان نے بادشاہ سے عرض کی: ''حضور! مولا بخش تمام گنّے اور راتب کی روٹیاں بانٹ دیتا ہے۔ پہرے پر حکم دے دیا جائے کہ کوئی لڑکا اُس کے پاس نہ آنے پائے۔'' چنانچہ بادشاہ نے حکم دے دیا۔ صبح کو حسبِ معمول مولا بخش نے لڑکوں کا انتظار کیا۔ جب کوئی لڑکا نہ آیا تو مولا بخش نے گنّے نہ کھائے۔ شام کو راتب نہ کھایا، پانی نہ پیا، دوسرا روز گزرا، فیل بان نے ہر چند کہا: ''بیٹا روٹی کھالے'' لیکن مولا بخش نے کچھ نہ کھایا۔ جب تیسرا روز ہوا تو فیل بان کو اندیشہ ہوا کہ یہ تو مر جائے گا، اگر نہ کھائے گا۔ مجبوراً بادشاہ کے پاس گیا اور عرض کی ''حضور! مولا بخش نے تین روز سے کچھ نہیں کھایا ہے۔'' یہ سن کر بادشاہ نے فرمایا: ''بھائی! میں بھی فقیر ہوں اور میرا ہاتھی بھی ایسا ہی ہے۔ خدا نے ہم کو اس واسطے دیا ہے کہ بانٹ کر کھائیں۔ پہرے پر حکم دو کہ کسی لڑکے کو نہ روکا جائے۔'' غرض جب لڑکے آئے تو مولا بخش نے راتب اور گنّے بانٹ کر کھانے شروع کر دیئے۔

مولا بخش جب بادشاہ کے روبرو آتا تھا تو دونوں گھٹنے ٹیک کر اور سر جھکا کر سلام کرتا تھا۔ اُس کی مستک اتنی بلند تھی کہ سید صاحب اوپر بیٹھے ہوئے دکھائی نہیں دیتے تھے اور جب بادشاہ سوار ہوتے تھے تو نہایت ادب سے سرنگوں چلتا تھا۔

☆ میر باقر علی دہلوی

مشق

معنی یاد کیجیے:

قد	—	جسم کی لمبائی
عماری	—	اونٹ پر بیٹھنے کا سامان
مع	—	ساتھ
فیل بان	—	ہاتھی چلانے والا، مہابت
خطاب	—	بادشاہ کی طرف سے دیا گیا نام
خاوند	—	شوہر
مستی	—	نشہ، خمار
دنگا	—	فساد
نوالہ	—	لقمہ
دقت	—	پریشانی
یارانہ	—	دوستی
فیل خانہ	—	ہاتھی کے رہنے کی جگہ
مجال		ہمت
ٹس سے مس نہ ہونا	—	اپنی جگہ سے نہیں ہلنا
روبرو	—	آمنے سامنے
سرنگوں	—	سر جھکانا

سوچیے اور بتایئے:

1۔ مولا بخش کون تھا؟

2۔ سید صاحب کون تھے؟

3۔ ہاتھی نے سید صاحب کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

4۔ سید صاحب کے مرنے کے بعد ان کی بیوہ نے کیا کیا؟

5۔ سید صاحب کے بیٹے کے ساتھ مولا بخش نے کیا کیا؟

6۔ بچے مولا بخش کو کیوں گھیرے رہتے تھے؟

خالی جگہوں کو دیئے گئے الفاظ سے بھریئے:

1۔ مولا بخش جب اپنے............لاتا تھا۔ (گنّے / کیلے)

2۔ ایک روز...............نے بادشاہ سے عرض کیا۔ (سید صاحب/فیل بان)

3۔ صبح کو حسب معمول...........نے لڑکوں کا انتظار کیا۔ (بادشاہ/مولا بخش)

4۔ لڑکوں سے مولا بخش کا بڑا پکا..........تھا۔ (یارانہ/دوستانہ)

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

مَستک، مولا بخش، فقیر، صبح، فیل بان، سرنگوں

دیئے گئے واحد الفاظ سے جمع بنایئے:

حکم، بچہ، ٹکڑا، روٹی، یار

ان الفاظ کی ضِد لکھیے:

بیٹا، بادشاہ، بلند، باہر، شام

غور کیجیے:

میر باقر دہلوی اردو کے مشہور ادیب تھے اور تاریخی کہانیاں لکھتے تھے۔ ''بہادر شاہ کا ہاتھی'' ان کا اسی طرح کا ایک تاریخی مضمون ہے۔ جو مغل بادشاہ بہادر شاہ سے متعلق ہے۔ اس تاریخی کہانی کو مضمون نگار نے آسان زبان میں نہایت دلچسپ انداز میں لکھا ہے جو عام بچوں کیلئے دلچسپ بھی ہے اور معلوماتی بھی۔ اس سے ہاتھی کی فطرت اور اس کے مزاج کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

عملی سرگرمی:

☆ ہاتھی کے عادات واطوار کے بارے میں ایک مضمون لکھیے!

وَندے ماترم

سُجلام سُفلام مَلیَج شیتلام،

شسیئے۔شیام لام ماترَم

وَندے ماترَم!!

شُوبھر۔جیوتسنا۔پُلکِت۔یامینیم،

پھُلّ۔کوسُومِت۔دُرم دَل۔شُوبھنیم

سُوہاسنیم،سومدھُر بھاشنیم،

سُوکھدَام،وَردام،ماترَم!!

وَندے ماترَم!!

FAROZAN
Class-VI

قومی ترانہ

جَن گَن مَن اُدھینایک جیہ ہے
بھارت بھاگیہ وِدھاتا !
پنجاب سندھ گجرات مراٹھا
دراوڑ اُتکل بنگ !
وِندھیہ ہماچل یمنا گنگا
اُچھل جل دھی ترنگ !
تَو شبھ نامے جاگے،
تَو شبھ آشش ماگے،
گاہے تَو جے گاتھا !
جَن گَن منگل دایک جیہ ہے
بھارت بھاگیہ وِدھاتا !
جیہ ہے، جیہ ہے، جیہ ہے،
جیہ جیہ جیہ، جیہ ہے !

सत्र-2015-16 | फ़रोज़ाँ भाग-1 वर्ग-6 (उर्दू) | नि:शुल्क वितरण हेतु

बिहार स्टेट टेक्स्ट बुक पब्लिशिंग कॉरपोरेशन लिमिटेड, पटना

मुद्रक :- श्री साईं ऑफसेट, संदलपुर, पटना-6